ماہنامہ

پیام عمل

لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ

پیامِ عمل لاہور

جلد ۱ | رجب المرجب ۱۳۸۶ھ | شمارہ ۹

نومبر ۱۹۶۶ء

ادارۂ تحریر:-

خواجہ محمد لطیف انصاری

پروفیسر محمد صادق قریشی

وحید الحسن ہاشمی

افسر عباس زیدی

صفدر جعفری

بدل اشتراک

ممبران خصوصی ... پانچ روپے سالانہ

معاونین خصوصی ... دس روپے سالانہ

مربی ... یکصد روپے یکمشت یا دس روپے ماہوار

سرپرست ... پانچسو روپے یکمشت یا پچیس روپے ماہوار

فی پرچہ ... ۱۹ پیسے

یکے از مطبوعات

امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ

اکرم روڈ — پاک نگر — لاہور

ترتیب

۱- بادشاہ دکلبۂ ایوانِ او	اداریہ	۴
۲- محفل		۸
۳- تفسیر قرآن	سرکار علامہ علی نقی صاحب قبلہ مدظلہ العالی	۹
۴- علیؑ — سرچشمۂ علوم	مولانا سید سلیمان حیدر صاحب قبلہ	۱۱
۵- پردہ	سید ظفر حسن صاحب قبلہ امروہوی	۱۶
۶- بزم مقاصدہ	شعرائے کرام	۲۰
۷- توجہ طلب مسئلہ		۲۵
۸- سمتِ قبلہ کا تعین		۲۸
۹- کارروائی مجلس مشاورت	(ادارہ)	۲۹
۱۰- اشتہارات		۳۹

★

اداریہ

بادشاہ و کلبۂ ایوانِ او
یک حسام و یک زرہ سامانِ او

اقبالؒ

انسان مدنی بالطبع ہے۔ اور جب سے اس نے ہوش سنبھالا ہے سیاستِ مدن کے نئے نئے طریقے اختیار کیے ہیں۔ ایک وہ زمانہ تھا، کہ پوری نسلِ انسانی قبیلوں میں منقسم تھی۔ اور ہر قبیلہ اپنے اپنے سردار کے ماتحت رہتا تھا۔ سردار ہی قوانین بناتے اور انھیں نافذ کرتے تھے پھر ترقی کی منزلیں طے کرتے کرتے بادشاہت کا دور آیا۔ اب بادشاہ قانون کا منبع بن گیا۔ یعنی اس کا ہر لفظ قانون کہلاتا تھا۔ اور وہ کسی کے سامنے جواب دہ نہیں تھا۔

جب مذہب نے انسان کو خدا کی حاکمیت کا تصور دیا تو یہی بادشاہ خدا کا سایہ بن بیٹھا۔

موجودہ "ترقی یافتہ" زمانے میں مختلف نظامہائے سلطنت رائج ہیں جن میں جمہوریت سب سے زیادہ مقبول ہے۔ اس میں حاکم جماعت کو عوام خود چنتے ہیں۔ اس لیے وہ عوام کے سامنے ہی جواب دہ ہوتی ہے۔ اشتراکیت میں زر اور زمین حکومت کی ملکیت ہے جو عوام پر مشتمل ہوتی ہے۔ لہٰذا عوام ان پر مساوی حقوق رکھتے ہیں۔ حکومت کا سربراہ انہی عوام کا نمائندہ ہوتا ہے۔ اسی طرح آمریت میں بھی آمر اپنے اختیار عوام سے ہی حاصل کرتا ہے اور انہی کے سامنے جواب دہ ہوتا ہے۔ چنانچہ ہر قسم کے طرزِ حکومت میں سربراہِ مملکت عوام ہی کے سامنے جواب دہ ہوتا ہے اور جب کبھی کسی حکومت کا سربراہ عوام کی توقعات پر پورا نہیں اترتا یا اپنے اختیارات سے تجاوز کرنا شروع کر دیتا ہے تو عوام میں بے چینی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ پس آئے دن حکومتوں کے تختے الٹتے رہتے ہیں۔ اور سربراہانِ مملکت بدلتے رہتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ کوئی انسان خواہ وہ کتنا ہی بلند کردار کا مالک کیوں نہ ہو وہ تمام عوام سے ایک جیسا سلوک نہیں کر سکتا۔ عوام میں سے جس گروہ نے اسے برسرِ اقتدار آنے میں مدد دی ہے اس کا پاس و لحاظ لازم ہو جاتا

ہے۔ پس حاکم جماعت کے افراد حکومت سے زیادہ سے زیادہ مفاد حاصل کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور حزبِ اختلاف کے اراکین مغلوب اور ہر قسم کے مفاد سے محروم ہو جاتے ہیں۔

دنیا کے ہر گوشے میں یہ کشمکش کسی نہ کسی رنگ میں جاری ہے۔ ہر طرف بے چینی کا دور دورہ ہے اور اطمینانِ قلب کی دولت جس کا انسان فطری طور پر متلاشی ہے کسی کو نصیب نہیں۔

اسلام نے ایک ایسی طرزِ حکومت کی نشاندہی کی ہے جس میں اطمینان قلب کی ضمانت دی گئی ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:۔

"الا بذکر اللہ تطمئن القلوب"

"یعنی خبردار محض یادِ الٰہی سے ہی دلوں کو اطمینان نصیب ہو سکتا ہے"۔ یعنی اسلامی نقطۂ نگاہ کے مطابق حاکمِ اعلیٰ پروردگارِ عالم ہے۔ وہی ارض و سماء بلکہ پوری کائنات کا مالک ہے۔ وہی قانون کا منبع ہے۔ اور اسی کا نمائندہ اس قانون کو نافذ کر سکتا ہے۔ حضور سرورِ کائنات جناب سرکار محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اسی قادرِ مطلق کے نمائندے کی حیثیت سے امتِ مسلمہ پر حکمران تھے۔ وہ ہر حال میں پابندِ حکمِ الٰہی تھے۔ لہٰذا ان سے کسی قسم کا غیر منصفانہ امر سرزد ہونا ناممکن تھا ان پر کسی انسانی جماعت کے نگرانِ اعلیٰ ہونے کی ضرورت ہی نہ تھی کیونکہ ان کا نگرانِ اعلیٰ

خود پروردگارِ عالم تھا جو ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ چنانچہ ان کے زمانے میں کسی فردِ بشر سے خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم، عرب ہو یا غیر عرب، ان کے اپنے قبیلے قریش یا بنی ہاشم سے ہو یا کسی اور قبیلے سے، آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت کسی سے غیر منصفانہ یا غیر مساویانہ سلوک نہیں ہوا۔ دنیا بھر کے مورخ اپنے ہوں یا بیگانے آج تک جناب رسالتمآبؐ کے پوری نسلِ انسانی کے ساتھ برادرانہ سلوک کے معترف ہیں۔

کیوں نہ ہو! خدا کا نمائندہ اسی کی رحمت کی نشانی ہوتا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام جن کی ولادت اسی ماہ رجب کی تیرہ تاریخ کو ہوئی ہے، دنیا میں خدا کے نمائندہ تھے۔ ہم آج ان کی زندگی کے صرف ایک پہلو پر روشنی ڈالیں گے۔ وہ اپنے زمانۂ حکومت میں بھی کس قدر محتاط تھے اور پابندِ امرِ الٰہی تھے اس کا کچھ اندازہ آپ کو ان چند واقعات سے ہوگا جو ہم آئندہ پیش کریں گے۔

یہ امر کسی سے مخفی نہ ہوگا کہ وہ اپنے زمانے میں دنیا کی عظیم ترین حکومت کے سربراہ تھے اور بظاہر کوئی ان سے جواب طلبی نہ کر سکتا تھا۔ پس اگر وہ چاہتے تو اپنے اعزاء، واقارب اور اپنے احباب کو بہترین عہدوں پر فائز فرما کر زیادہ سے زیادہ مالی منفعت پہنچا سکتے تھے۔ یعنی اپنے اور اپنے خاندان کو ہر لحاظ سے غنی کر دیتے، لیکن

امیرالمومنین کا طریق کار یہ تھا کہ نہ خود بیت المال میں سے کوئی ناجائز تصرف کرتے تھے اور نہ کسی دوسرے کو کرنے دیتے تھے۔

احتیاط کی نزاکت کا اس درجہ خیال تھا کہ ایک مرتبہ آپ بیت المال کا حساب کر رہے تھے اتفاقاً ایک شخص آپ سے نجی معاملات پر گفتگو کرنے کے لیے آ گیا۔ آپ نے دوران گفتگو وہ چراغ جو بیت المال کے پیسے سے جل رہا تھا گل کر دیا۔ اس کے تعجب پر آپ نے فرمایا کہ جب تک میں سلطنت کا کام کر رہا تھا اس وقت تک اس چراغ کا استعمال جائز تھا لیکن اب نجی گفتگو کے موقع پر مجھے کوئی حق نہیں کہ میں بیت المال کا چراغ استعمال کروں۔

یہی نہیں بلکہ آپ نے اپنے برادرِ خاص جناب عقیل کو بیت المال سے زائد رقم دینے سے انکار کر دیا، اور یہ کہا کہ بیت المال خدا کی امانت ہے جب تک میرے تصرف میں ہے اس کا ایک درم بھی ناجائز خرچ نہیں کر سکتا۔ کیا دنیا میں کوئی ایسا حاکم، ایسا عہدیدار اور سلطنت کا ایسا وارث گزرا ہے جس نے بیت المال اور حقوق العباد کی ایسی حفاظت کی ہو؟

ان کی شانِ استغناء تو یہ تھی کہ جَو کی سوکھی روٹیاں کھا کر اللہ کا شکر کرتے تھے۔ ایک بار ایک سائل آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اپنی روٹی کا نصف حصہ اسے دے دیا۔ اس نے روٹی اپنے منہ میں رکھی لیکن اسے چبا نہ سکا۔ اس نے یہ سوچا کہ غالباً یہ شخص مجھ سے بھی زیادہ غریب ہے۔ چنانچہ وہ امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اسے اپنے دسترخوان پر بٹھا لیا۔ کھانے کے دوران وہ شخص نصف کھاتا جاتا تھا اور نصف اپنی جیب میں چھپا کر رکھتا جاتا تھا۔ امام حسنؓ نے یہ واقعہ دیکھ کر اس سے پوچھا کہ وہ ایسا کیوں کر رہا ہے؟ اس سائل نے بتایا کہ فلاں مقام پر ایک فقیر جَو کی ایسی سوکھی روٹیاں کھا رہا ہے کہ جسے میں نہ چبا سکا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کھانے میں سے کچھ اس کے لیے لے جاؤں۔ امام حسنؓ نے فرمایا کہ بھائی یہ دسترخوان انھیں کا عطا کردہ ہے اور وہ میرے والد محترم علی بن ابیطالب ہیں۔

تقریر کر لینا نہایت آسان ہے۔ کسی کو درسِ حریت دینا اور مساویانہ حقوق کی تلقین کرنا کوئی مشکل نہیں لیکن خود عملی نمونہ پیش کرنا بے حد مشکل ہے لیکن جناب امیرالمومنینؓ نے غلاموں کے ساتھ حسنِ سلوک کی نہایت بلند مثالیں قائم کی ہیں جیسے قنبر اور اپنے لیے دو کرتوں کا خریدنا۔

آپ کے رہنے کے لیے کوئی سرکاری کوٹھی یا محل نہ تھا بلکہ اپنے سادہ سے مکان کی ایک جھونپڑی نما کمرے میں سلطنت کا تمام کاروبار ہوتا تھا۔ آپ کے عجیب و غریب فیصلے آج بھی زبان زدِ خلائق ہیں اور قضاع امیرالمومنینؓ کے نام سے بڑی بڑی

ضخیم کتابیں لکھی گئی ہیں۔ آپ کے دربار میں نہ حاجب تھے نہ باڈی گارڈ۔ نہ درباریوں کا ہجوم تھا نہ کوئی سامانِ آرائش۔ علامہ اقبالؒ نے سچ کہا ہے ؎

بادشاہ و کلبۂ ایوانِ او
یک حسام و یک زرہ سامانِ او

غربا و مساکین کی حاجت روائی، یتیموں اور اسیروں کی امداد کا یہ عالم تھا کہ اس کی مدح سرائی سورۂ دہر آج بھی کر رہی ہے۔ چشمِ فلک نے علیؑ اور ان کے بیوی بچوں کو تو فاقے کرتے ہوئے دیکھا لیکن ان کے دروازے سے کوئی سائل خالی جاتا ہوا نہیں دیکھا۔ آپ کی زوجہ محترمہ جناب سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے متعدد موقعوں پر حاجت مندوں کے لیے اپنی چادر تک رہن رکھ دی ہے

بہرِ محتاجے دلش آں گونہ سوخت
با یہودے چادرِ خود را فروخت

اگر آج بھی حاکمانِ وقت بالعموم یا شیعانِ حیدرِ کرارؑ، امیرالمومنین کی پیروی شروع کر دیں اور اپنے آپ کو اللہ کے سامنے جواب دہ تصور کریں، آج بھی ہماری بگڑی بن سکتی ہے رشوت خوری، چور بازاری، ناجائز نفع اندوزی دوسروں کا مال غصب کرنا اور اسی قسم کے سینکڑوں عیوب یکسر ختم ہو سکتے ہیں، اور ہماری زندگی حقیقی اطمینان کی دولت سے مالا مال ہو سکتی ہے۔

ابن زیاد اور ریڈیو پاکستان

پچھلے شمارے میں ہم نے یہ تحریر کیا تھا کہ ۲۷ ستمبر ۶۹ء کو لاہور کے ایک شاعر نے ہمارے شہداء کو ابن زیاد کا خطاب دے کر ملک میں بے چینی کے آثار پیدا کر دیے اور ریڈیو پاکستان لاہور کی غفلت کا راز سرِ عام فاش کر دیا۔ اب ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ ابن زیاد کی تاویلات کی جا رہی ہیں اور یہ ثابت کیا جا رہا ہے کہ اس ابن زیاد سے مراد طارق ابن زیاد ہے۔

تاریخِ عالم کا یہ خاصہ ہے کہ بعض شخصیتوں کا نام خود رکھ دیتی ہے۔ جس میں کسی طرح کی تبدیلی نہیں آسکتی۔ ابن زیاد ایک تاریخی ملعون ہستی ہے جس نے کربلا کے میدان میں شمعِ رسالت کو گل کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ جب بھی تاریخ میں "ابن زیاد" کا لفظ استعمال ہوتا ہے تو تخاطب اسی ملعون و منحوس ہستی کی طرف رہا ہے۔ اس سلسلے میں ضلع جونپور کے مشہور مقدمے کا حوالہ دینا ضروری ہے جس میں عُمَرؓ، عُمَر اور عمرو پر سیر حاصل بحث کی گئی تھی۔ نام کی مناسبت میں اختلاف اسی وقت ہوتا ہے جب شخصیتیں زیادہ معروف نہ ہوں ورنہ معروف ہستی کے سلسلے میں آج تک کوئی اشکال تاریخ میں موجود نہیں ہے۔

(باقی بر صفحہ ۲۸)

محفل

مکرمی۔ سلام علیکم۔

محبت نامہ وصول ہوا۔ یاد آوری کا شکریہ ہیں حاضر ہوتا مگران ایام میں کوئٹہ کا پروگرام مقرر ہے۔ اگر کسی وجہ سے پروگرام تبدیل ہوگیا تو ضرور حاضر ہوں گا۔ ورنہ اس مرتبہ معذور تصور فرمائیں۔

نیز اگر میٹنگ کی اطلاع قبل سے ہوجایا کرے تو وہ تاریخ پروگرام میں محفوظ کی جاسکتی ہے۔ دعوت کے بعد اس قدر تنگ وقت میں انکار عداوت کا سبب ہوتا ہے جو ظاہر ہے کہ جائز نہیں ہے۔

چونکہ سابق تجاویز میرے علم اور نظر میں ہیں اس لیے فی الحال کوئی خاص تجویز پیش کرنے سے قاصر ہوں۔ البتہ میری دعا ہے کہ خداوند عالم مشن کو روز افزوں ترقی مرحمت فرمائے۔ نیز جو تعمیری پروگرام ارکان مرتب کریں گے انشاء اللہ ان کی تائید اور تکمیل کی کوشش کروں گا۔ والسلام

(مولانا) مرزا ابو یوسف حسین لکھنوی

محترم المکرم دام عزکم

تسلیم مسنون۔ امامیہ مشن ہمیشہ وفادار قوم رہا ہے۔ اس کے اخلاص میں شک نہیں ہے جس قدر حضرات آئیں سر آنکھوں پر۔ مخلص۔ السید محمد دہلوی

علامہ سید محمد دہلوی صاحب قبلہ نے مطالبات کنونشن ملتان منعقد ہونے سے پہلے مذکورہ بالا گرامی نامہ ارسال فرمایا تھا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ امامیہ مشن پاکستان کو علامہ صاحب کی خصوصی سرپرستی حاصل ہے۔

(ادارہ)

مدیر محترم۔ سلام مسنون

ماہ اکتوبر کا "پیام عمل" ملا۔ مضامین انتہائی قابل تعریف ہیں۔ مولانا ظفر حسن صاحب قبلہ کا گراں قدر مضمون "پردہ" شائع کرکے آپ نے قوم کی بہت بڑی خدمت کی ہے۔ مطالبات کنونشن ملتان کی مکمل روداد شائع کرکے آپ نے قوم کی ترجمانی کا حق ادا کر دیا ہے یہ حقیقت ہے کہ مشن نے ہمیشہ قوم کے مفادات کا خیال رکھا ہے۔ ہر قدم اور ہر منزل پر قوم کے حقوق اور مفادات کو اہمیت دی ہے۔ خدا کرے ہمارا محبوب مشن دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرتا رہے۔ والسلام

خادم:۔

ذاکر حسین۔ کراچی

سرکار سیّد العلماء علامہ سیّد علی نقی النقوی مجتہد العصر مدظلّہ العالی

تفسیر قرآن

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰی وَالصّٰبِـِٕیْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾

"یقیناً جو مسلمان ہی ہوں اور جو یہودی، عیسائی اور صابی ہوں جو کوئی بھی اللہ اور آخرت پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے تو ان کے لیے ان کے پروردگار کے پاس ان کا اجر ہے اور ان کے لیے کوئی خوف نہیں ہے اور نہ وہ رنج میں مبتلا ہوں گے۔"

زمانۂ رسولؐ میں اسلام لانے والے کئی قسم کے تھے۔ ایک وہ جو پہلے کسی دوسرے دین کو اختیار کیے ہوئے نہ تھے۔ خواہ شرک کی زندگی بسر کرتے ہوں اس کا مطلب یہ ہے کہ لادینی کی زندگی گزار رہے تھے۔ انھوں نے جب دین قبول کیا تو وہ اسلام ہی تھا یا وہ پیدائشی مسلم ہوں۔ دوسرے وہ جو پہلے کسی اور دین کو اختیار کیے ہوئے تھے جیسے یہودیت، نصرانیت، صابئیت وغیرہ ان سب سے قرآن بتانا چاہتا ہے کہ معیار نجات ایک ہی ہے۔ یعنی ان کی سابقہ زندگی سے بحث نہیں کہ وہ کیا تھی۔ حال کے لیے سب کے واسطے نجات کی شرطیں یکساں ہیں اور وہ یہ کہ اب اسلامی تعلیمات کے مطابق مبداء و معاد کو مانیں اور صحیح طریقہ پر اعمال حسنہ کے پابند ہوں۔ ظاہر ہے کہ تعلیمات اسلامی کے مطابق عقائد و اعمال کو درست کرنے کے معنی یہ ہیں کہ انھوں نے محمد مصطفےٰؐ کی رہنمائی کو قبول کر لیا۔ اس لیے ایمان بالرسالۃ کے ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اب اس کے بعد آخرت میں ان کو نجات کا بمناسبت درجۂ ایمان و عمل یکساں طور پر استحقاق حاصل ہے۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَاۤ اٰتَیْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِیْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾

"اور جب ہم نے تم سے عہد لیا اور ہم نے تمھارے اوپر کوہِ طور کو بلند کیا کہ جو ہم نے تمھیں دیا ہے اسے مضبوطی سے ہاتھ میں لو اور جو کچھ اس میں ہے اسے یاد رکھو شاید اس طرح تم بچ سکو۔"

یہ اس وقت کا ذکر ہے جب الواح توریت نازل ہوئی ہیں — کوہِ طور کو ان پر کیونکر بلند کیا گیا تھا؟ اس کی تفصیل قرآن میں نہیں ہے۔ اسرائیلیات کچھ بتلاتے ہیں مگر وہ معتبر نہیں بہرحال اس آیت کے اندازِ بیان سے ظاہر ہے کہ یہ کوئی غیر معمولی مظاہرۂ قدرت تھا - اس عملی تہدید کے ساتھ ان سے کہا گیا کہ اس کتاب کے ساتھ جو نازل ہوئی ہے مضبوطی کے ساتھ تمسک کرو اور اس کے مضامین کو ہمیشہ یاد رکھو کہ اس میں تمہاری نجات ہے۔

ثُمَّ تَوَلَّيْتُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ ۖ فَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَكُنتُم مِّنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٦٤﴾

"پھر تم اس کے بعد پلٹ گئے - اب اگر اللہ کا خاص فضل و کرم تم پر نہ ہوتا اور اس کی رحمت تو تم سخت گھاٹا اٹھانے والوں میں سے ہوتے۔"

یعنی عہد و پیمان ہو جانے کے بعد بنی اسرائیل نے کچھ عرصہ کے بعد کتابِ الٰہی پر عمل بالکل ترک کر دیا۔ اب ان کے اعمال کا تقاضا تو یہ تھا کہ ان پر عذاب نازل ہو جاتا اور وہ ہمیشہ کے لیے تباہ کر دیے جاتے مگر خالق کے مخصوص فضل و کرم اور اس کی رحمت نے ان کو مہلت دی اور وہ مکمل تباہی سے محفوظ رہے۔

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ﴿٦٥﴾

"اور تمہیں معلوم ہیں وہ جنھوں نے تم میں سے سَبْت کے بارے میں تعدی سے کام لیا تھا تو ہمارا ان کے لیے حکم ہوا کہ ذلیل بندر ہو جاؤ۔"

سَبْت شریعتِ یہود میں ایک خاص دن تھا جو عبادت و ذکرِ الٰہی کے لیے مخصوص تھا - توریت میں اس کے احکام اس طرح بیان ہوئے ہیں:-

"پس سبت کو مانو، اس لیے کہ وہ تمہارے لیے مقدس ہے، جو کوئی اس کو پاک نہ جانے وہ ضرور مار ڈالا جائے - پس جو کوئی روزِ سبت کام کرے وہ ضرور مار ڈالا جائے۔"

(خروج ۳۱ : ۱۴ و ۱۵)

قرآنِ مجید جس واقعہ کو یاد دلا رہا ہے اس کے اندازِ بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ تاریخ بنی اسرائیل کا کوئی ایسا واقعہ ہے جس کا زمانۂ نزولِ قرآن میں عام طور سے یہود میں چرچا تھا۔

کسی خاص جگہ کے لوگ جس کا نام قرآن نے نہیں لیا ہے توریت کے اس حکم کی خلاف ورزی کرتے تھے اس کی سزا میں ان پر یہ عذاب نازل ہوا کہ وہ بندروں کی صورت میں مسخ ہو گئے روایت میں اس مقام کا نام ایلہ آیا ہے۔ جو دریا کے کنارے تھا۔[1]

ہم نے کہا — یا — "ہمارا ان کیلئے حکم ہونا اسکے لفظی قول یا حکم ہونے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ یہ ارادۂ الٰہی کی تعبیر ہے۔[2] بعض لوگوں نے کہا کہ انکے اخلاق بندروں کے سے کر دیئے گئے مگر یہ ظاہر الفاظ قرآنی کے خلاف ہے۔

[1] ہم اهل ایلۃ قریۃ علی شاطئ البحر وهو المروی عن ابی جعفر (طبرسی) مقام ایلہ اگر وہی ہے جسکا ذکر توریت میں ایلات کے نام سے آتا ہے (استثناء ۲ : ۸) تو یہ فلسطین کے جنوب میں عرب کی عین شمالی سرحد پر (قدیم علاقہ روم میں) بحرِ قلزم کی مشرقی خلیج کے لب ساحل واقع ہے موجودہ جغرافیہ اسکو عقبہ کے نام سے پہچانتا ہے اور عقبہ خلیج عقبہ کی مشہور بندرگاہ ہے (دریابادی) [2] المراد منہ سرعۃ الایجاد و اظہار القدرۃ وان لم یکن هناک قول انما امرنا اذا اردناہ ان نقول لہ کن فیکون (نیشاپوری)

حضرت صدر الشریعۃ حجۃ الاسلام مولانا سید سلمان حیدر صاحب نوگانوہ سادات۔

علیؑ ——— سرچشمۂ علوم

امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب کے فضائل کا احصار کرنا ہماری عقلی بلند پروازیوں سے بالاتر ہے۔ بلکہ احصار تو درکنار آپ کی ایک فضیلت کو کما حقہٗ سمجھ لینا بھی ایک دشوار تر امر ہے۔ اس لیے کہ خود سرور کائناتؐ کا ارشاد ہے کہ میرے اور خدا کے علاوہ علیؑ کو کسی نے نہیں پہچانا۔ علیؑ کے فضائل علیؑ سے الگ کوئی وجود نہیں رکھتے، تو جب علیؑ کو نہیں پہچانا جا سکتا تو ان کے فضائل کو کیونکر پہچانا جا سکتا ہے۔ آپ کے فضائل و مراتب کچھ ایسے نہیں جو صرف دوستوں ہی کی زبان پر ہوں بلکہ ایسے تابندہ، واضح اور جلی ہیں جن کا دشمنوں کو بھی اقرار کرنا پڑا اور حقیقت یہ ہے کہ فضیلت وہی ہے جو دشمنوں کی زبان پر ہو۔ اور وہ بے اختیار کہہ اٹھیں کہ ہاں فضیلت ہے۔ "الفضل ما شهدت به الاعداء" فضیلت وہ ہے جس کی دشمن گواہی دیں۔" بلکہ واضح تر لفظوں میں دشمنوں کا اقرار فضیلت کرنا خود ایک فضیلت ہے جو نور علیٰ نور کے مصداق ہو جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں آپ کے فضائل معلوم کرنے کی کسوٹی آپ کے اعداء و اضداد قرار دیے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ "تعرف الاشیاء باضدادها" چیزیں اپنی ضدوں سے پہچانی جاتی ہیں۔ گویا آپ کے دشمن آپ کی ضد ہو کر آپ کے فضائل کے تعارف کا سبب ہوئے۔ امام شافعی کو دیکھیے، باوجود عالم اہلسنت ہونے کے ان کی زبان پر بھی آپ کا کلمہ جاری ہو کر رہا:۔

جیسا کہ صاحب ینابیع المودۃ نے انکے اشعار کو تحریر کیا ہے:۔

علی حبه جنه ‌ ‌ ‌ ‌ قسیم النار والجنه
وصی مصطفیٰ حقا ‌ ‌ ‌ ‌ امام الانس والجنه

"علیؑ کی محبت دوزخ کی سپر ہے اور وہ دوزخ جنت کے تقسیم کرنے والے ہیں۔ جناب رسول خداؐ کے واقعی وصی اور جن و انس کے امام ہیں۔"

اور صاحب استیعاب اس طرح آپ کے متعلق تحریر کرتے ہیں:۔

"ما جاء لاحد من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم من الفضائل بالاسانید الحسان ما جاء لعلی بن ابی طالب۔"

جتنے قابل وثوق ذرائع سے علیؑ بن ابی طالب کی فضیلت میں احادیث وارد ہوئی ہیں پیغمبرؐ کے اصحاب میں سے کسی ایک کے بارے میں بھی نہیں آئیں۔ کائنات کی سربرآوردہ اور برجستہ شخصیتوں پر غور فرمائیے۔ دنیا کے

بالکمال اشخاص میں ہر شخص کسب و تحصیل میں انتہائی جد و جہد اور محنت و مشقت کے باوجود کسی ایک کمال کا مالک ہوگا - اور اگر کسی میں متعدد کمال پیدا بھی ہوئے تب بھی معدودے چند اور اس پر یہ کہ جو کچھ ہے وہ محدود پیمانہ پر جیسے کہ بلاتشبیہ حاتم سخاوت کا بادشاہ تھا - نوشیروانِ عادل عدالت کا تاجدار تھا اور رستم شجاعت کا شہسوار، علوم میں معلمِ اول و ثانی حکمت و فلسفہ کے آدم کہلاتے - مگر علی مرتضیٰ ملکِ سخاوت کے بھی شہنشاہ تھے - اقلیمِ عدالت کے بھی سلطان السلاطین تھے - میدانِ شجاعت کے بھی فتحمند، علم میں باب مدینۃ العلم اور استادِ جبرائیلؑ، حکمت کا یہ عالم کہ آج یورپ کی متمدن دنیا آپ کے حکیمانہ اقوال کو سجدہ کرتی اور آنکھوں سے لگاتی ہے - پھر یہ کہ جو کمال تھا بحرِ کمال اور خداداد تھا - بلکہ یوں کہیے کہ یہ تو عام باکمال فردوں کا تذکرہ تھا - انبیاءؑ کو دیکھیے تو مثلاً آدمؑ کا علم، نوحؑ کا فہم، موسیٰؑ کی مناجات ابراہیمؑ کی خلت، ایوبؑ کا صبر، یوسفؑ کا جمال و زیبائی قابلِ ذکر و لائقِ فخر ہے - مگر علیؑ کو خدا کی بارگاہ سے نوّے انبیاء کی فضیلتیں ایسی عطا ہوئی تھیں جن میں آپ ہی فرد فرید اور کاملِ اکمل تھے - بس اللہ ہی جان سکتا ہے کہ علیؑ کی حدودِ کمال کیا تھیں؟ جدا جدا فضائل کا شمار تو ایک لامحدود وقت، انگشت اوراق اور غیر متناہی علم چاہتا ہے - آپ کی ایک خانہ کعبہ کی فضیلت ہی ایسی بیّن ہے جو معراج سے کم نہیں - جس کو فریقین تسلیم کیے ہوئے ہیں بعض حضرات جو بے سوچے سمجھے اعتراض کر دیا کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ خانہ کعبہ میں ولادت ہونا ایک اتفاقی امر تھا - اگر اس کو اتفاقی امر ہی کہا جائے تو یہ اتفاق خلیلِ خدا کے زمانے سے آج تک کسی دوسرے شخص کے لیے کیوں رونما نہ ہوا اور واقعاً جب ایسے اتفاق کا وقت آیا تو کیوں خداوند عالم نے یہ فرمایا کہ یہ زچہ خانہ نہیں عبادت خانہ ہے بالفرض اگر یہ اتفاق ہی تھا جب بھی مرضئ خدا کے موافق تھا اور خدا کو یہ ظاہر کرنا تھا کہ علیؑ کی ولادت بھی عبادت ہے - اور ایسی عبادت جو خانہ کعبہ میں کی جائے، جہاں سوائے عبادت کے کچھ ہوتا ہی نہ ہو - میں چاہتا ہوں کہ حضرت علیؑ کے علم کے متعلق علماء اہل سنت کی کتاب سے کچھ بیانات پیش کروں تاکہ مخالفین پر حقیقت منکشف ہو اور ہماری روحیں خوش اور ایمان تازہ ہو - طول کے سبب میں عربی و فارسی کی عبارت کو نقل نہ کروں گا بلکہ اس کے ترجمہ پر ہی اکتفا کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ مواد پیش کرنے کی کوشش کروں گا - واللہ الموفق والمستعان -

۱- علامہ سیوطی عبداللہ بن عباس کا قول نقل کرتے ہیں، کہ حضرت علیؑ میں علم کی پوری پختگی تھی اور تمام عشرہ مبشرہ پر آپ کو قدامتِ اسلام، دامادیٔ رسولؐ و علمِ فقہ سنت، جرأت اور سخاوت کی وجہ سے فضیلت حاصل تھی (تاریخ الخلفاء)

۲- علامہ سیوطی تحریر کرتے ہیں کہ خود امیرالمومنینؑ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے یمن کی طرف بھیجتے وقت رسول اللہؐ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا، خدایا اس کے سینے کو روشن کر دے اور اس کی زبان میں استقلال دے - خدا کی قسم اس روز سے مجھے کسی معاملے کے طے کرنے میں شک واقع نہیں ہوا - (تاریخ الخلفاء)

۳- حضرت عمر کا قول ہے کہ علیؑ ہم سب سے زیادہ

معاملہ فہم ہیں (تاریخ الخلفاء)

۴۔ ابن مسعود کہتے ہیں کہ ہم اکثر کہا کرتے تھے کہ حضرت علیؑ مدینہ بھر میں سب سے زیادہ معاملہ فہم ہیں اور جب کبھی کسی مسئلہ میں ہم نے آپ سے استفسار کیا تو آپ نے صحیح اور برمحل جواب دیا۔ (تاریخ الخلفاء)

۵۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ علیؑ سے بڑھ کر اب سنت کا واقف کوئی نہیں رہا۔ (تاریخ الخلفاء)

۶۔ سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ کے سوا اور کسی کو یہ کہنے کی جرأت نہ ہوتی تھی کہ جو کچھ پوچھنا ہو مجھ سے پوچھو۔ (تاریخ الخلفاء)

۷۔ بزار، طبرانی، حاکم، عقیلی، ابن عدی اور ترمذی نے متعدد جلیل المرتبت اصحاب سے روایت کی ہے کہ جناب رسالت مآبؐ نے فرمایا: میں شہر علم ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جو شخص علم حاصل کرنا چاہے اسے دروازے سے آنا چاہیے۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ میں دار الحکمت ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں۔ اور تیسری روایت میں ہے کہ علیؑ میرے علم کا دروازہ ہیں۔ (صواعق محرقہ)

۸۔ جناب سلمان فارسی سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ میری امت میں میرے بعد سب سے زیادہ علم والا علیؑ ہے۔ (ارجح المطالب)

۹۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت علی علیہ السلام کے علم کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: حکمت کی دس قسمیں کی گئی ہیں، علیؑ کو نو جزو ملے ہیں اور کل انسانوں کو ایک حصہ ملا ہے۔ (حلیۃ الاولیاء)

۱۰۔ جناب سلمان فارسی سے روایت ہے کہ رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ میری امت میں میرے بعد سب سے زیادہ علم والے علی ابن ابی طالب ہیں۔ (دیلمی)

۱۱۔ شہاب الدین احمد تحریر کرتے ہیں کہ سرور کائناتؐ کے بعد حضرت علیؑ ایسے متبحر تھے کہ تمام صحابہ کرام علیؑ ہی کی طرف رجوع کیا کرتے تھے اور عمر فخریہ بیان کرتے تھے کہ اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔ (توضیح الدلائل)

۱۲۔ ابن عبد البر لکھتے ہیں کہ معاویہ لکھ کر حضرت علیؑ سے مسائل دریافت کرتے تھے۔ جب حضرت علیؑ شہید کیے گئے تو کہا کہ علیؑ کا انتقال نہیں ہوا بلکہ فقہ اور حکمت ختم ہو گئے۔ (استیعاب ج ۳)

۱۔ علم کتب آسمانی

ینابیع المودۃ میں ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا: اس سے پہلے کہ تم مجھ کو نہ پاؤ مجھ سے دریافت کر لو۔ میرے ان پہلوؤں میں علم کثیر ہے۔ یہ علم کا ظرف اور لعاب رسول اکرمؐ ہے۔ اور یہ وہی علم ہے جو مجھ کو رسول اسلامؐ نے بھرایا ہے۔ خدا کی قسم اگر میرے لیے مسند بچھا دی جائے اور میں اس پر بیٹھوں تو اہل توریت کو توریت کے موافق اور اہل انجیل کو انجیل کے مطابق اسی طرح فتویٰ دوں کہ اگر توریت اور انجیل کو خدا گویائی دے تو دونوں پکار اٹھیں کہ علیؑ نے سچ کہا اور ہماری تنزیل کے مطابق تم کو فتویٰ دیا ہے۔ اے اہل اسلام تم کتاب کی تلاوت کرتے ہو عقل نہیں رکھتے

شرح مواقف میں ہے کہ جناب امیر المومنینؑ علی

www.khwajalateefansari.com
RekhtaDownload.com

بن ابی طالب نے فرمایا کہ اگر میرے سینے مسند بچھا دی جائے اور میں اس پر بیٹھوں تو میں اہلِ توریت کے درمیان توریت سے فیصلہ کروں گا اور اہلِ انجیل کے درمیان انجیل سے اور زبور کے درمیان زبور سے اور اہلِ قرآن کے درمیان قرآن سے۔

۲- علم تفسیر قرآن

علامہ سیوطی تاریخ الخلفاء میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے فرمایا، قرآن میں کوئی آیت ایسی نہیں جس کی شانِ نزول مجھے معلوم نہ ہو۔ خداوند عالم نے مجھے قلبِ عاقل اور زبانِ ناطق عطا فرمائی ہے۔ قرآن شریف کی نسبت جسے کچھ پوچھنا ہو مجھ سے پوچھے کیونکہ مجھے ہر ایک آیت کے متعلق معلوم ہے کہ وہ رات میں نازل ہوئی یا دن میں، پہاڑ پر اتری یا میدان میں۔

شرح مواقف میں ہے کہ آپ نے فرمایا، خدا کی قسم کوئی ایسی آیت نہیں جو خشکی یا تری، جنگل یا پہاڑ، آسمان یا زمین، دن یا رات میں نازل ہوئی ہو۔ اور میں نہ جانتا ہوں کہ کس کے بارے میں نازل ہوئی۔

ینابیع المودۃ میں ہے کہ آپ نے فرمایا اے لوگو مجھ سے معلوم کرو، مجھ سے پوچھو، خدا کی قسم کتابِ خدا کی کسی آیت کے متعلق مجھ سے نہ پوچھو گے مگر میں تم کو اس کے متعلق بتاؤں گا کہ وہ آیت کب نازل ہوئی، رات میں یا دن میں سفر میں یا حضر میں، میدان میں یا پہاڑ پر کس کے بارے میں نازل ہوئی۔ مومن کے یا منافق کے، خدا نے اس سے عام مراد لیا ہے یا خاص؟

۳- علم فقہ

(الف) قضاء

صواعق محرقہ میں ہے کہ حاکم نے حضرت علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ مجھے رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو میں نے عرض کیا، یا حضرت مجھے اس کمسنی میں بھیجتے ہیں میں ان کے معاملات و قضایا کا کیونکر فیصلہ کروں گا۔ یہ سنکر حضرتؐ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر مارا، پھر فرمایا خدایا علیؑ کے قلب کو رسا اور زبان کو فیصلہ کن قرار دے۔ خدا کی قسم اس کے بعد مجھے کبھی دو شخصوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں شک نہیں ہوا۔

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو آپ کے متعلق فرمایا ہے کہ تم سب میں بہتر فیصلہ کرنے والے علیؑ ابن ابی طالب ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ آنحضرتؐ اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ دو شخص نزاع لیکر آگئے۔ ایک نے کہا کہ یا حضرت میرا گدھا تھ اور اس کی گائے۔ اس کی گائے نے میرے گدھے کو مار ڈالا حاضرین میں سے کسی نے کہا کہ جانوروں کی کیا ذمہ داری جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے علیؑ تم ان کا فیصلہ کرو۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ دونوں جانور کھلے تھے یا بندھے ہوئے یا ایک کھلا ہوا اور ایک بندھا ہوا۔ انھوں نے کہا کہ گدھا بندھا ہوا تھا اور گائے کھلی ہوئی اور گائے کا مالک اس کے ساتھ تھا۔ فرمایا گائے والا گدھے کا ذمہ وار ہے۔ جناب رسالتمآبؐ نے علیؑ کے اس فیصلہ کو صحیح و ناطق قرار دیا اور فرمایا اقضاکم علی (تم سب سے زیادہ قوتِ فیصلہ کے مالک علیؑ ہیں)

(ب) میراث

تاریخ الخلفاء میں ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ میرا دشمن بھی دین کے معاملہ میں مجھ سے استفتاء کرتا ہے۔ معاویہ نے مجھ سے پوچھا ہے کہ خنثیٰ مشکلہ کی میراث میں کیا حکم ہے؟ میں نے اسے لکھ دیا ہے کہ اسکی پیشاب گاہ کے اعتبار سے حکم میراث جاری ہوگا۔

(ج) نکاح

ریاض النضرہ میں ہے کہ ابن مسروق نے بیان کیا، کچھ اشخاص ایک عورت کو حضرت عمر کی خدمت میں لائے کہ اس نے عدہ کی حالت میں نکاح کیا ہے۔ آپ نے شوہر و زوجہ میں جدائی کرا دی اور اس کا مہر بیت المال میں جمع کر دیا۔ اور حکم دیا کہ یہ دونوں جمع نہ ہوں۔ جب یہ خبر حضرت علیؑ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ نکاح اگر چہ لاعلمی کے سبب ہوا ہے لیکن پھر بھی مہر اس عورت کو اس منفعت کے عوض چاہیئے کہ جو اس مرد کو اس سے حاصل ہوئی اور جب عدہ کے دن گزر جائیں تو اس شخص کو چاہیئے کہ پھر نکاح کر لے۔ اور حضرت عمر نے مہر دلا کر نکاح کرا دیا اور حضرت علیؑ کے قول کی طرف رجوع کر کے فرمایا جاہلیت کے کاموں کو سنت کی طرف رد کر دو۔

(د) طلاق۔

مودۃ القربیٰ میں سید علی ہمدانی تحریر کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن خولقہ سے روایت ہے کہ عمر کے پاس دو شخص آئے اور ان سے طلاق کنیز کے متعلق سوال کیا۔ وہ ان کو ساتھ لیکر لوگوں کے گروہوں میں سے گزرتے ہوئے ایک گروہ میں پہنچے، اس میں ایک مرد بیٹھا تھا۔ اس سے معلوم کیا کہ لونڈی کے طلاق میں آپ کیا حکم دیتے ہیں۔ اس شخص نے اپنی دو انگلیوں سے اشارہ کیا، عمر نے کہہ دیا کہ دو طلاقیں ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ واہ ہم امیر المومنینؑ سمجھ کر تم سے مسئلہ دریافت کرنے آئے تھے۔ تم ایسے شخص کے پاس گئے جس نے تم سے بات بھی نہ کی۔ عمر نے کہا تم جانتے ہو یہ شخص کون ہے؟ کہا نہیں۔ کہا یہ علیؑ بن ابی طالب ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسولؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر اہل آسمان و زمین کے ایمان ایک پلّہ میں رکھے جائیں اور علیؑ کا ایمان دوسرے پلّہ میں تو علیؑ کے ایمان کا پلّہ جھک جائیگا۔

۴۔ علم نحو

تاریخ الخلفاء میں جلال الدین سیوطی تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو متفکر دیکھ کر وجہ پوچھی فرمایا کہ میں نے تمہارے ملک والوں کو بول چال میں بغیر غلطی کرتے ہوئے سنا ہے لہذا میں عربی کے قواعد و اصول بتانا چاہتا ہوں تاکہ زبان خراب نہ ہو جائے۔ میں نے عرض کیا کہ اگر ایسا کریں گے تو عین احسان ہوگا۔ تین روز کے بعد میں حاضر ہوا۔ آپ نے میرے سامنے ایک کاغذ ڈال دیا۔ اس میں بسم اللہ کے بعد لکھا تھا کہ کلام کی تین قسمیں ہیں۔ اسم، فعل، حرف۔ اسم وہ ہے جس سے مسمیٰ پہچانا جائے۔ فعل وہ ہے جس سے کسی کام کا ہونا سمجھا جائے۔ حرف وہ ہے جس میں نہ اسم کے معنی پائے جائیں اور نہ فعل کے۔

جب میں دیکھ چکا تو آپ نے فرمایا کہ تمہارے ذہن میں بھی کوئی بات ہو تو اسمیں زیادہ کر دو۔ پھر فرمایا کہ چیزیں تین قسم کی ہوتی ہیں۔ ظاہر، پوشیدہ اور وہ کہ جو نہ ظاہر ہو نہ پوشیدہ (علماء نے اس تیسری قسم پر بڑی بڑی بحثیں کی ہیں) پھر میں چلا آیا اور کچھ چیزیں میں نے بھی جمع کیں (باقی بر صفحہ ۱۹)

ادیبِ اعظم سید ظفر حسن صاحب قبلہ امروہوی کراچی

پردہ

(۳)

اس سلسلہ میں سب سے اہم سوال یہ ہے کہ پردہ کوئی شرعی حکم ہے یا رسمی و رواجی۔ لوگ کہتے ہیں کہ پردہ محض مولویوں کا ڈھکوسلا ہے۔ ورنہ قرآن و حدیث دونوں سے اسکی تائید نہیں ہوتی۔ کس قدر عجیب بات ہے کہ یہ تحکمانہ لہجہ ان زن و مرد کا ہے جن کی مذہبی معلومات بہت ہی کم ہے جنھوں نے نہ قرآن پڑھا نہ حدیث دیکھی ورنہ ایسا بے سر و پا دعویٰ نہ کرتے۔ پردہ قرآن سے بھی ثابت ہے اور احادیث سے بھی۔ آئیے ایک نظر اس پر بھی ڈالتے چلیں۔

پ۲۲ سورۃ الاحزاب۔ رسولؐ کی بی بیوں سے فرمایا جا رہا ہے۔ وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولیٰ (اپنے گھروں میں نچلی بیٹھی رہو اور اگلے زمانۂ جاہلیت کی طرح اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھاتی پھرو) اس سے صاف ظاہر ہے کہ عورتوں کو اپنے گھروں میں بیٹھنے کا حکم ہے اور اپنا بناؤ سنگھار اجنبیوں کو دکھانے کی ممانعت ہے۔ پردہ کے مخالفین کہہ سکتے ہیں کہ یہ حکم صرف ازواجِ نبیؐ کے لیے تھا نہ کہ عام عورتوں کے لیے لیکن ان کا یہ خیال صحیح نہیں اگر یہ حکم ان ہی سے مخصوص تھا تو پھر اس سورہ میں جو دیگر باتیں بیان کی گئی ہیں وہ بھی انھی سے مخصوص رہنی چاہئیں اور عام عورتوں سے ان کا تعلق نہ ہو مثلاً (۱) نماز پڑھنا (۲) زکوٰۃ دینا (۳) اللہ و رسولؐ کی اطاعت (۴) آیاتِ الٰہیہ کا گھروں میں ذکر۔ کوئی وجہ نہیں کہ اور سب باتیں تو ازواج و ہر زمانہ کی تمام عورتوں میں مشترک ہوں لیکن گھر میں بیٹھنے اور اپنی زینت چھپانے کا حکم صرف ازواجِ نبیؐ سے متعلق ہو۔ جس طرح بہت سی آیات ایسی ہیں کہ ان کے احکام بظاہر صرف نبیؐ سے مخصوص معلوم ہوتے ہیں لیکن ان کا تعلق تمام امت سے ہے۔ اسی طرح جو احکام ازواجِ نبیؐ کے لیے ہیں وہی اور مستورات کے لیے بھی ہیں۔ جس طرح نبیؐ کے متعلقہ احکام کی پیروی کا ذمہ امت پر ہے اسی طرح امہات المومنین کے متعلقہ احکام کی پیروی تمام مستورات پر ہے۔ اگر یہ حکم صرف ازواج ہی سے مخصوص ہوتا تو دیگر زنانِ اہلبیت کھلے منہ بازاروں میں پھرا کرتیں۔ حالانکہ یہ کہیں ثابت نہیں۔ جنابِ سیدہؑ کا پردہ اس صورت سے تھا کہ ام مکتوم جو رسول اللہؐ کے اندھے صحابی تھے ایک روز خانۂ سیدہؑ میں داخل ہوئے تو آپ نے ان سے پردہ کیا۔ کسی نے کہا یہ تو اندھے ہیں آپکو دیکھ نہیں سکتے فرمایا۔ اگر یہ اندھے ہیں تو میں تو اندھی نہیں۔ میں نامحرم پر اپنی نظر کیوں ڈالوں۔

چودہ سو برس رہیں اس واقعہ پر روتے ہوئے گزر گئے کہ دشمنانِ اہلبیت زنانِ اہلحرم کو بے پردہ بازاروں اور درباروں میں لے گئے۔ ان کے منہ چھپانے کے لیے چادر تک نہ ملی پڑ چھوٹی اگر پردہ اسلام میں نہ ہوتا تو یہ بے پردگی نہ قابلِ ذکر ہوتی نہ موجبِ گریہ و بکا صرف قید و بند کا رونا ہوتا کھلے منہ بازاروں اور درباروں

ہیں چلنے کا نہ ہوتا، چاہے دنیا کی تمام عورتیں پردہ کے خلاف ہو جائیں مگر شیعہ خواتین کو تو ہرگز بے پردگی گوارا نہ کرنی چاہیے۔

اب ایک دوسری آیت پر بھی غور کر لیجیے:-

پ ۱۸، سورۃ النور، ع ۲- اس میں حسب ذیل احکام بیان کیے گئے ہیں:-

۱- اے رسولؐ ایماندار مردوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نظروں کو نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہی ان کے واسطے زیادہ صفائی کی بات ہے۔ یہ لوگ جو کچھ کرتے ہیں خدا اس سے خوب واقف ہے۔

۲- اے رسولؐ ایماندار عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنے بناؤ سنگار کے مقامات کسی پر ظاہر نہ ہونے دیں مگر جو خود بخود ظاہر ہو جاتا ہو (چھپ نہ سکتا ہو اس کا گناہ نہیں)

۳- اپنی اوڑھنیوں کو گھونگھٹ مار کر اپنے گریبانوں (سینوں) پر ڈالے رہیں۔

۴- اور اپنے شوہروں یا اپنے باپ دادا‌ؤں یا اپنے شوہر کے باپ داداؤں یا اپنے بیٹوں یا اپنے شوہر کے بیٹوں یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھتیجوں یا اپنے بھانجوں یا اپنے (قسم کی) عورتوں یا اپنی لونڈیوں (گھر کے) وہ نوکر چاکر جو مرد صورت ہیں مگر (بہت بوڑھے ہونے کی وجہ سے) عورتوں سے کچھ مطلب نہیں رکھتے یا وہ کمسن لڑکے جو عورتوں کے پردہ کی بات سے آگاہ نہیں ہیں ان کے سوا (کسی پر) اپنا بناؤ سنگار ظاہر نہ ہونے دیا کریں۔

۵- چلنے میں اپنے پاؤں اس طرح نہ رکھیں کہ لوگوں کو ان کے پوشیدہ بناؤ سنگار (جھنکار وغیرہ) کی خبر ہو جائے۔

پردہ کے متعلق یہ ہیں خدائی احکام۔ جو خواتین بے پردہ ہیں وہ اپنا بناؤ سنگار کیسے چھپا سکتی ہیں۔ کیا یہ حکم خدا کی کھلی مخالفت نہیں۔ وہ برقعہ پوش عورتیں جو چہرہ سے نقاب الٹ کر چلتی ہیں ان کی زینت بھی نامحرموں پر ظاہر ہو جاتی ہے۔ مثلاً رخساروں پر پوڈر، ہونٹوں پر لپ اسٹک کی سرخی، کانوں کا زیور گلے کا زیور، قرآن نے ان لوگوں کو بھی ایک ایک کرکے بتادیا جن سے پردہ نہیں ہوتا۔ اور جن کو وہ اپنا بناؤ سنگار دکھا سکتی ہے ان کے سوا جو عورت اپنا بناؤ سنگار دوسروں کو دکھاتی ہے وہ یقیناً اس حکم الٰہی کی خلاف ورزی کرتی ہے۔ اس آیت میں ایک جملہ ہے اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا (جو خود بخود ظاہر ہو) اس سے پردہ کے مخالف یہ مراد لیتے ہیں کہ چہرہ اور ہاتھ مراد ہیں۔ لیکن اس پر غور نہیں کرتے کہ جب چہرہ ہی نہ چھپا تو فتنہ کا دروازہ بند کیسے ہو گیا۔ سارے حسن کا نچوڑ تو چہرہ میں ہوتا ہے۔ محبت اسی کو دیکھ کر پیدا ہوتی ہے۔ اسی چہرہ میں تو وہ آنکھیں ہوتی ہیں جن کی نگاہوں میں جادو کا سا اثر ہوتا ہے۔ اگر یہی نہ چھپا تو چھپایا کیا۔ اس سے عورت کی شناخت ہوتی ہے۔ اسی کے سامنے آنے سے جذبات بے قابو ہوتے ہیں بلکہ مراد اس ظاہر ہونے سے یہ ہے کہ ایسا بناؤ سنگار جو چھپانے سے نہ چھپ سکتا ہو اس کا مضائقہ نہیں، مثلاً پائنچہ کی گوٹ، پیروں کا جوتا ہاتھوں کا اگلا حصہ یا نیچی قمیص کا گھیرا یا دوپٹہ کا آنچل، جو بسا اوقات نیچے جا پڑتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام کو دیگر ادیان کے مقابل ایک خاص امتیاز اس طرح بھی حاصل ہے کہ اس نے جس کام میں ذرا سا خطرہ بھی صحیح راہ سے بھٹک جانے میں محسوس کیا ہے اسی کی روک تھام کر دی ہے۔

سرچشمہ شاید گرفتن بمیل
چو پُر شد نشاید گزشتن بہ پیل

اس کو ایک مثال سے سمجھیے۔ اگر پیشاب کی ہلکی سی چھینٹ بھی کپڑے پر آجائے تو بغیر طہارت نماز صحیح نہیں۔ حالانکہ ایک چھینٹ سے نہ کپڑا کثیف ہوتا ہے نہ بدبودار۔ نہ بھی شکل سے چل سکتا ہے کہ وہ کہاں ہے۔ مگر یہ حکم محض اس لیے دیا گیا ہے۔ کہ اگر ایک چھینٹ پر آج توجہ نہ ہوئی تو کل دو پر نہ ہوگی اور جب یوں ہی عادت پڑتی جائے گی تو پھر اگر زیادہ سے زیادہ پیشاب سے بھی کپڑا نجس ہوجائے گا تو پروا نہ ہوگی اسی طرح اسلام نے یہ دیکھتے ہوئے کہ عورت کا کھلے بدن ہونا، بناؤ سنگار کے ساتھ سب کے سامنے آنا بدکرداروں کے اندر فاسد ارادے پیدا کرے گا۔ فتنہ و فساد کا راستہ کھل جائے گا قطعاً اس کا سدِ باب کر دیا۔ ایک طرف مردوں کو یہ حکم کہ نیچی نظریں کرکے چلیں اگر اس کی پابندی دونوں طرف سے ہو تو غلط جذبات کی بہت کچھ روک تھام ہوسکتی مگر پھر بھی اس خیال سے کہ لوگ غضِ بصر نہ کریں عورت کو یہ حکم دے دیا کہ وہ اپنا بناؤ سنگار کسی پر ظاہر نہ کرے۔ دوپٹے کا گھونگھٹ دے لے بدن کو چھپائے رکھے۔ بہرحال جو احتیاطی تدابیر عند العقل ہوسکتی تھیں وہ سب اختیار کر لی گئیں۔ اس پر بھی اگر کوئی نہ ملنے تو اپنے کیے کی سزا پائے۔ مرد کو داڑھی مونچھ کا حکم دیا تاکہ اس کے چہرے کا آدھا حسن چھپ جائے۔ اور عورت کو حکم دیا کہ وہ اپنے رخ پر نقاب ڈال کر اپنا پورا حسن چھپائے۔ چونکہ عورت کے حسن میں کشش زیادہ تھی لہذا تمام چہرہ چھپانے کا حکم دیا۔ مرد کے حسن میں کم کشش تھی لہذا نصف چہرہ چھپانے کا حکم دیا۔ داڑھی مونچھ مرد کے حسن کی دلفریبی کو بہت کچھ کم کردیتی ہے۔ بہرحال خدا و رسول ؐ کی طرف سے مرد و عورت دونوں کو بدکاری سے بچانے کے لیے پورا پورا بند و بست کر دیا گیا ہے۔ جس کا دل چاہے عمل کرکے فائدہ حاصل کرے۔

غور کیا جائے تو عورت کے معنی ہی چھپی ہوئی چیز کے ہیں۔ اسی لیے مرد و عورت کی ستر گاہوں کو عورتین کہتے ہیں کیونکہ سوائے خلوت اور کسی وقت ان پر سے پردہ نہیں ہٹتا۔

اس سلسلہ میں ایک نفسیاتی پہلو پر بھی تھوڑا سا غور کر لینا چاہیے۔ زن و مرد کی آنکھیں ملتے ہی جو محبت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اس کی ابتدا اس بنا پر عورت کی طرف سے کی جا سکتی ہے کہ وہ مرد کی پُرشوق نگاہ کا استقبال اپنی دلنواز نظروں سے کرتی ہے اگر اس کی نگاہ کے تار میں شوق کا رنگ سمویا ہوا نہ ہو بلکہ کراہت و نفرت کی آمیزش ہو تو مرد بار دیگر اس کو دیکھنے کی ہمت نہیں کر سکتا۔ لہذا جس رخنہ سے یہ سیلاب ابلتا ہے اسلام نے سب سے پہلے اسی پر بندھ باندھا ہے نہ نگاہ سے نگاہ لڑے گی نہ جذبات میں ہلچل مچے گی۔

ہر وہ چیز جو انسان کو زیادہ عزیز ہوتی ہے یا نازک ہوتی ہے یا جس کو دیکھ کر دوسروں کو حاصل کرنے کی خواہش ہوتی ہے اس کو چھپایا ہی جاتا ہے۔ نافہ میں مشک، درج میں موتی ڈبیوں میں جواہرات، آہنی سیفوں میں سونا چاندی رکھا کرتے ہیں اور بے احتیاطی سے ایسی چیزوں کو ہر جگہ نہیں چھوڑ دیتے انسانی خلقت پر نظر کرو۔ جو اعضاء زیادہ نازک ہیں جن کا ذرا سا بگاڑ زندگی کا خاتمہ کر دیتا ہے قدرت نے انکو سینہ کے پردہ میں رکھا ہے۔ جیسے دل، جگر، گردہ، پھیپھڑہ وغیرہ۔ عورت کی صنف تو نازک مشہور ہی ہے اور اس سے زیادہ نازک اس کی آبرو، اس کی عصمت ہے۔ ذرا سا داغ

خدانخواستہ کہیں لگ جائے تو عمر بھر کے لیے عزت و وقعت کا خاتمہ ۔

محترم خواتین - تم مذہب کی محافظ و نگہبان ہو۔ مردوں سے زیادہ تم کو اسلامی رسوم کی بقا کا خیال رہتا ہے۔ تم جناب فاطمہ زہراؑ کی کنیزیں ہو تم زینب وام کلثوم کی نام لیوا ہو، تمہارے لیے کسی طرح بھی زیبا نہیں کہ اپنی شہزادیوں، دین کی شہزادیوں کی روش کے خلاف کوئی روش اختیار کرو۔ زنانِ اہلبیتؑ کا یہ طرۂ امتیاز تھا کہ نامحرم نے نہ کبھی ان کی آواز سنی نہ ان کی صورت دیکھی۔ اگرچہ بے پردگی کی وبا عام ہوتی جا رہی ہے اور یہ زہر ہماری فضا میں پھیلتا جا رہا ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہم ان کے مقلد بن کر اپنی عاقبت برباد کریں۔ پیشِ خدا و رسولؐ کل یہ جواب بھی قابلِ قبول نہ ہوگی۔ کہ چونکہ تمام اسلامی ممالک میں پردہ اٹھ گیا تھا لہٰذا ہم نے بھی اٹھا دیا۔ چونکہ بڑے بڑے لوگوں کی بی بیاں بے پردہ ہو گئی تھیں لہٰذا ان کی تقلید میں ہم نے بھی اپنے چہروں سے نقاب الٹ دی۔ کیا جواب دو گی اگر رسولؐ نے تم سے یہ سوال کر لیا کہ تم نے میری بات تو نہ مانی، خدائی حکم پر تو عمل نہ کیا اور بات مانی تو ایسے لوگوں کی جن کو خدا نے نہ نبی بنایا ہے نہ امام۔ میں نے اپنی شریعت کا نہ ان کو محافظ و نگہبان بنایا ہے نہ تبلیغ احکام کا کام ان کے سپرد کیا ہے۔ تم نے تقلید کی ان امراء و روساء کی بی بیوں کی جن پر مغربی تہذیب چھائی ہوئی ہے اور نہ پیروی کی میرے خاندان والوں کی جن کے سروں پر چادرِ تطہیر کا سایہ تھا۔

ایمان والیو یہ تم کو بہکانے کی باتیں ہیں کہ پردہ میں رہنے سے صحت خراب ہو جاتی ہے عقل کند ہو جاتی ہے۔ تجربہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ ترقی کی راہیں مسدود ہو جاتی ہیں۔ ترقی یافتہ لوگ ایسی عورتوں کا تمسخر کرتے ہیں، یہ سب من گھڑت باتیں ہیں۔ اس الجھن میں پڑ کر اپنی تباہی کا سامان اپنے ہاتھوں سے نہ کرو سارے خطرات سے قطع نظر کرو۔ دنیا بھر کے فوائد کو مان لو۔ مگر اس پر بھی تمہارا دل کس طرح گوارا کرے گا کہ جن خواتین محترم کی محبت تمہارے ایمان کا جزو ہے، جن کی پیروی تمہارا ایمانی فریضہ ہے ان کی روش کے خلاف کوئی عمل کرو۔ کیا تمہارا یہ عقیدہ ہو گیا ہے کہ اہلِ یورپ جن کی تقلید میں مسلمانوں نے پردہ کو خیرباد کہا ہے۔ خدا و رسولؐ سے زیادہ صاحبِ عقل و حکمت ہیں۔ تم اہلِ یورپ کے دین پر نہیں بلکہ محمد مصطفےٰ کے دین پر ہو۔ جن لوگوں نے پردہ اٹھایا ہے ان کو دین سے زیادہ دنیا کی فکر ہے مگر بحمد اللہ تم اس گروہ کی افراد ہو جس کو دنیا سے پہلے دین کی فکر رہی ہے۔

ایمان والیو یہ بے پردگی کی تحریک معمولی چیز نہیں۔ اگر یہی انداز رہا تو چند سال بعد ہی دیکھ لینا کہ کیسے برے نتائج اس کے برآمد ہوتے ہیں۔ لہٰذا اس راہ میں ذرا سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

"علیؑ - سرچشمۂ علوم" بقیہ صـ ۱۵

منجملہ ان کے حروف ناصبہ تھے۔ میں نے ان کی قسمیں لکھیں اِنَّ، اَنَّ، لکنّ، لیت، لعلّ۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا کہ اس میں کانّ کو کیوں شامل نہیں کیا؟ میں نے عرض کیا، میرے نزدیک وہ حرف ناصب نہیں۔ فرمایا نہیں وہ ناصب ہے چنانچہ آپ نے کانّ بھی بڑھا دیا۔

بزمِ مقاصدہ

شعرائے اہلبیت پاکستان

مصرعۂ طرح:- "عشقِ حیدرؑ میں سمجھ سوچ کے دیوانہ بنے"

علامہ محسن اعظم گڑھی

صاحبِ نفس بنے، نفس کا بندہ نہ بنے
عاقبت خواہ رہے، طالبِ دنیا نہ بنے

ہم جسے ہیچ سمجھ کر نظر انداز کریں
لب پہ پھر آکے وہی حرفِ تمنا نہ بنے

کیا پتہ تھا کہ محبت ہے عداوت کا صلہ
اس کے معنی ہیں کوئی دوست کسی کا نہ بنے

وہ بھی کیا ذکر جو سن کیں دہِ انکار نہ ہو
وہ بھی کیا نام جو بے کس کا سہارا نہ بنے

خاک ہو قبلۂ عالم کا تعین ہمدم
مولدِ حیدرِ کرارؑ جو کعبہ نہ بنے

یہ شرف عام نہیں خانۂ یزداں ہے گواہ
جز علیؑ کہدو کوئی ارفع و اعلیٰ نہ بنے

رو بہ صحت کوئی بیمار نہ ہو اے مولا
آپ کا لطف اگر جزوِ مداوا نہ بنے

ہوش کی بات کرو دیدۂ دل سے دیکھو
عشقِ حیدرؑ میں غلط ہے کوئی دیوانہ بنے

دیکھ لے شان سخاوت کی جو آکر حاتم
غیر ممکن ہے گدائے درِ مولاؑ نہ بنے

نور کے ساتھ ہی ظلمت نہ اگر ہو محسن
آنکھ میں تِل نہ بنے دل میں سویدا نہ بنے

حضرت سہیل بنارسی

رہ کے دنیا میں جو بازیچۂ دنیا نہ بنے
ایسا دل ہاتھ اگر آئے تو دیوانہ بنے

منزلِ شوق میں معراجِ محبت ہے جنوں
عشقِ حیدرؑ میں جو دیوانے تھے فرزانہ بنے

کتنا برتر ہے تصور سے حرم کا منظر
بن کے جنت بھی جو آجائے تو ایسا نہ بنے

کس مسرت میں شگفتہ ہے جلالِ کعبہ
کس کی تقدیر کہ یہ کعبہ زچہ خانہ بنے

اس کی تعمیر میں تھا مولدِ حیدرؑ کا شرف
حاصلِ قسمتِ کعبہ بتِ کعبہ نہ بنے

تنگیٔ محدود سے خم خانے کا آتا ہے اثر
کیا ہو گر وسعتِ دنیا لئے میخانہ بنے
زیست جس قلب کی ہو لذتِ حبِ حیدرؑ
وہ بنے سجدہ گہِ خلق تو بیجا نہ بنے
اک نظر دیکھیں جو اجڑے ہوئے دل کی جانب
غیرتِ گلشنِ فردوس یہ ویرانہ بنے
کتنی تقدیر کی خالق ہے علیؑ کی الفت
بننے والے اسی سرکار میں کیا کیا نہ بنے
خم کا جوہر ہے بھرا شیشۂ دل کے اندر
چھلکے آنکھوں سے جو ٹپکے درِ یکدانہ بنے
فیضِ میخانۂ الفت ہے شکستِ دل بھی
قلبِ صد پاش کے ہر ٹکڑے سے پیمانہ بنے
ہے اسی حال پہ مہبیل آج بھی حبِ حیدرؑ
جس کو جلنا ہو وہ اس شمع کا پروانہ بنے

اشعر الشعراء سید عسکری حسن عارف میرٹھی

بادہ آشامی کو جب سامنے میخانہ بنے
تا کجا ضبط کا حامل دلِ دیوانہ بنے

چاندنی رات بھی ساقی گلفام بھی ہو
شغلِ میخوارگی کیوں ساغر و مینا نہ بنے

وہ اٹھی جھوم کے رحمت کی گھٹا اے ساقی
زینتِ دور چھلکتا ہوا پیمانہ بنے

لا دہ بادہ کہ پئیں گھر میں خدا کے جس کو
لطف جب ہے حرم پاک ہی میخانہ بنے

در دنیا کو لدے شق ہو کے جدارِ کعبہ
میکدہ وجہ بنے ظرف کہ پھر ایسا نہ بنے

لو مبارک نئے انداز سے ساقی آیا
دامنِ کعبہ نہ کیوں محفلِ نذرانہ بنے

اس کی تطہیر میں ہو سکتا ہے کیا شک کا جواز
ایزدِ پاک کا گھر جس کا زچہ خانہ بنے

شرفِ کعبہ ہے منت کشِ میلادِ علیؑ
ورنہ قبلہ گہِ خلق اک صنم خانہ بنے

کیا کہوں کیا علانِ قدسی کعبہ کو عروج
یوں ضیا بار تھی قدسی بھی پروانہ بنے

تہنیت کیلئے حاضر ہیں رسولانِ سلف
اور فرشتے بھی چلے آتے ہیں متانہ بنے

آیئے ہم بھی پڑھیں بہرِ مبارکبادی
نقدِ جاں اس کیلئے آج یہ نذرانہ بنے

کیا جواں ہوگا وہ بچپن میں ہی جس کے آگے
اژدر آ جائے تو بازیچۂ طفلانہ بنے

جو بھی اسلام پہ حملہ ہوا سر کر ڈالا
بازوئے حیدرؑ کے کہاں معرکہ آرا نہ بنے

ہو وہ خالق کی مشیت کا نہیں ہے امکاں
زیرِ خنجر ہو ادا سجدہ تو بیجا نہ بنے

بادۂ حبِ علیؑ پی کے جو مستانہ بنے
صاحبِ ہوش بنے عاقل و فرزانہ بنے

دل کو روشن جو کرے نور دلائے حیدرؑ
پھر نہ کیوں جلوہ گہِ حسن یہ کاشانہ بنے

حج آخر سے نبیؐ پہنچے جو دشتِ خم میں
اتری آیت یہیں میخوار دل کا خمخانہ بنے

تھا یہ منشا یہیں مژدہ وہ سنایا جائے
رو کشِ خلدِ بریں جس سے یہ ویرانہ بنے

آگیا جام بکف لو سرِ منبر ساقی
جن کی قسمت میں تھا پی کر اسے مستانہ بنے

جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ علیؑ ہے مولا
یہ وہ الفاظ تھے مستوں کا جو پیمانہ بنے

بعض کو غم تھا کہ حیدرؑ کو ملے یہ اعزاز
اور ہم میں سے کوئی فرد بھی مولا نہ بنے

کام چلتا نہیں بخٍ لک کہہ دینے سے
دل سے جب تک کوئی حیدری مستانہ بنے

نہیں آسان یہ تسلیم و رضا کی منزل
"عشقِ حیدرؑ میں سمجھ سوچ کے دیوانہ بنے"

کیوں نصیری کہہ ہوا اس پہ نہ خدا کا دھوکا
جس کی ٹھوکر لبِ اعجازِ مسیحا نہ بنے

بعدِ احمدؐ ہے فضیلت میں علیؑ کی وہ ذات
جس کا ہمپایہ کوئی اور بنایا نہ بنے

یا علیؑ آپ نہ ہوتے تو بھٹکتی دنیا
درس دیں آپ کے اقوالِ حکیمانہ بنے

وہ بھی کر سکتے ہیں کیا اپنی شفاعت کی امید
دمِ آخر بھی پیمبر سے جو بیگانہ بنے

مثل ہو سکتا ہے کیا اس کی جلالت کا عارف
صدفِ کعبہ میں جو گوہرِ یک دانہ بنے

ممتاز مانپوری

ساقیا دل مرا توحید کا خمخانہ بنے
میری ہر آنکھ ترے نور کا پیمانہ بنے
غیر کیا جانے کوئی راز خدا کے گھر کا
کب رہا راز وہ جس راز کا افسانہ بنے
گھر کے وارث کی خوشی ہے کہ خدا کی مرضی
وہ جدھر جا ہے نہ کیوں در ادھر اس کا نہ بنے

گود جس کے لیے پھیلائے جدارِ کعبہ
کیا عجب کعبہ اگر اس کا زچہ خانہ بنے

بندہ وہ بندہ جو سجدہ کو بنا دے سجدہ
کعبہ، کعبہ نہ بنے سجدہ جو سجدہ نہ بنے

آئے دنیا میں چراغ حرمِ حق بن کر
جب اُٹھے زینتِ سجدہ گہِ شکرانہ بنے

طاعتِ کُل سے ہو اک ضربِ گراں تر جس کی
آکے وہ کعبہ میں کیوں نازشِ کعبہ نہ بنے

کہتے ہیں لات و ہبل آج خدا خیر کرے
حشر اپنا بھی کہیں محشرِ سینا نہ بنے

آج وہ بُت شکن اللہ کے گھر میں اترا
جس کے ہاتھوں سے صنم خانہ خدا خانہ بنے

مبتدا جس کے محمدؐ ہیں علیؑ اس کی خبر
دونوں جب تک نہ بہم ہوں کوئی جملہ نہ بنے

گِن کے دیکھے کوئی اعدادِ محمدؐ و علیؑ
رب کے اعداد کا مجموعہ بنے یا نہ بنے

ہو کے دانائے بہلول کے قائل ہم بھی
"عشقِ حیدرؑ میں سمجھ سوچ کے دیوانہ بنے"

رفیق رضوی

کوئی باہوش رہے یا کوئی دیوانہ بنے
ہاں مگر باعثِ رسوائی صہبا نہ بنے

حضرتِ موسیٰؑ نہ باز آئے اگر ضد سے تو پھر
میں یہ ڈرتا ہوں کہیں طور کا سرمہ نہ بنے

دہر کے ماننے والو تمھیں معلوم بھی ہے
وہ خدا کا نہیں بنتا جو علیؑ کا نہ بنے

اور کیا چاہیے دروازۂ حیدرؑ سے مجھے
حُر تو بنتا ہے اگر کوئی فرشتہ نہ بنے

"کُلِّ ایمان" پیمبرؐ نے یہ طے کر کے کہا
تاکہ دنیا میں کوئی شخص علیؑ سا نہ بنے

جیسے چھوڑا تھا پیمبرؐ کو نقیبں بھی لوگو
شیخ محشر میں کہیں چھوڑ کے چلتا نہ بنے

میں نے دیکھی ہے ضیائے رُخِ حیدر رضوی
پھول سے جا کے یہ کہہ دو کہ زیادہ نہ بنے

کبیر انور جعفری

حبِّ شبیرؑ سے جو آدمی بیگانہ بنے
صاف کہتا ہوں کہ تا حشر ہی اپنا نہ بنے

یا علیؑ! مست نگاہوں کی ہو بخشش ایسی
خار سے پھول بنے پھول سے پیمانہ بنے

غم بھرا شام کا قصہ ہو بیاں اب ایسا
اشک آنکھوں سے جو ڈھلکے تو وہ افسانہ بنے

دیوتے آئیں گے اک روز بلائیں لینے
روضۂ قدس میں انور کا جو کاشانہ بنے

صفا الہ آبادی

الفتِ ساقیٔ کوثر ہے لیے خاک مری
ہر پیمانہ اسی خاک کا پیمانہ بنے

فیضِ رحمت سے لیے میخانۂ اسلام کھلا
یہ عروج اس کا کمال ہے کہ پیمانہ بنے

نور افشاں رُخِ حیدر کی ضیا ہے لیکن
مرضیٔ رب ہے کہ ہر ذرہ ضیا خانہ بنے

قبر کی جا مجھے مل جائے جو روضہ کے قریں

آپ کے فیض سے مرقد مرا شاہانہ بنے
منزلِ عشق میں ڈھونڈے سے نہیں ملتا ہے
حق کی یہ قید علیؑ کے سوا مولا نہ بنے
حبِّ حیدر سے ہے معمور صفا خانۂ دل
آرزو ہے کہ یہ دل غیر کا شیدا نہ بنے

خلش پیر اصحابی

زندگی رشکِ مہ و مہر بنے یا نہ بنے!
آدمی شمعِ امامت کا تو پروانہ بنے
تو اگر چاہے تو اے فاتحِ میدانِ حنین
قطرۂ آبِ رواں گوہرِ یکدانہ بنے
تیری حکمت سے ہو صحرائے بیاباں گلزار
خاکِ رہ حاملِ صد جلوۂ جانانہ بنے
تو اگر غور سے دیکھے تو یہ غم خانۂ دہر
مئے اسرارِ الٰہی سے طرب خانہ بنے
تیرے الطاف و عنایت کی جو ہو جائے نظر
بوریا ہمسرِ صد مسندِ شاہانہ بنے
جس کی ضو سے ہو زمانے میں اجالا تو بشر
کیوں نہ اس شمعِ ضیا بار کا پروانہ بنے
دشمنِ راحتِ جاں صحبتِ دنیا ہے خلش
کون اس شاہدِ بے رنگ کا دیوانہ بنے

ذاکر فتحپوری

جسکا دل گیسوئے لیلیٰ کیلئے شانہ بنے — حیف ملت اسی دیں خانہ سے بیگانہ بنے
کیا بھلا فکر و نظر پا سکیں اسکی رفعت — خانۂ خالقِ کل جس کا زچہ خانہ بنے
کہہ دو دنیا سے کہ یہ راہ نہیں شارعِ عام — "عشقِ حیدر میں سمجھ بوجھ کے دیوانہ بنے"
حق ہے نائبِ برحق ہو وہی جس کیلئے — بسترِ ختمِ رسل مسندِ شاہانہ بنے
میں وہ سرمستِ تولا ہوں کہ دینے کے لیے — مشعلِ راہ مری لغزشِ مستانہ بنے
نکلے افسانے پہ حق حق کی صدائیں ہو بلند — ہم حقیقت بھی بیاں کر دیں تو افسانہ بنے
جس نے خود اپنے کو اپنا ہادی اپنا ہے — وہ کسی کا نہیں اپنوں سے جو بیگانہ بنے
جو بنے پھرتے تھے نباضِ زمانہ ذاکر
ایک بیمار کے حق میں بھی مسیحا نہ بنے

حکیم سید محمد شفیع حیدر ضیا

ہوں میں نوری تو مرا نور کا میخانہ بنے — نور کا شیشہ بنے نور کا پیمانہ بنے
دل جو انکی نگہِ مست کا دیوانہ بنے — پھول بھی ہاتھ میں لے لوں تو وہ پیمانہ بنے
زلفِ مشکیں میں مرے بزم نہ کیجے شانہ — جو نہ دیوانہ ہو وہ آپ کا دیوانہ بنے
غیر سے کہہ دو یہ بازیچۂ اطفال نہیں — "عشقِ حیدر میں سمجھ بوجھ کے دیوانہ بنے"
مہر و مہ جھکتے نظر آئیں گے اسکے آگے — شرط اتنی ہے کہ اسکا کوئی دیوانہ بنے
ایسی ہے شانِ حرم سجدہ گہِ جن و ملک — منتِ خاک اپنی جو خاکِ درِ جانانہ بنے
تو ہے وہ مظہرِ قدرت جو اشارہ کر دے — اُڑ کے خود شمع ترے حسن کا پروانہ بنے
اس لیے آتشِ الفت میں جلاتا ہوں ضیا
تا کہ دل میرا چراغِ درِ جانانہ بنے

ظہور جارچوی

صورتِ بومِ شبِ تار کا شیدا نہ بنے — شمع کا نور نظر آئے تو پروانہ بنے
ایک ہے عشقِ علیؑ عشقِ نبیؐ عشقِ خدا — وہ نبیؐ کا نہ خدا کا جو علیؑ کا نہ بنے
کیوں پڑھیں نصفِ درود اور یہ ہم کیوں چاہیں — بنے جنت میں مکاں آدھا ادھا بنے
عاشقِ آل ہے ناجی نظرِ خالق میں — نظرِ خلق میں دیندار بنے یا نہ بنے
پیشِ اصحابِ علیؑ سے یہی کہتے تھے — کیسے بن جائیگا منبر وہ جو منبر نہ بنے
جسکو چاہے اسے دیتا ہے خدا دانائی — لاکھ نادان بنائیں بھی تو دانا نہ بنے
شرط کے ساتھ بلانے سے علیؑ کیا بنتے — پاؤں پڑ پڑ کے بناتی رہی دنیا نہ بنے
جب خدا اور نبیؐ مل کے بنا دیں مولا — کیوں علیؑ عالمِ اسلام کا مولا نہ بنے
ازلی مسکنِ اصنام شکن دل ہے ظہور — غیر ممکن ہے کہ یہ کعبہ صنم خانہ بنے

علامہ مہر جائسی

"عشقِ حیدر میں سمجھ بوجھ کے دیوانہ بنے"
تاکہ فرزانگی اپنی کبھی افسانہ نہ بنے

مرتے دم دل ہے مرا جامِ مئے خمِ غدیر
خاک ہونے پہ مری خاک سے پیمانہ بنے

(ناتمام) علالت کی بنا پر

محشر ہلوری

بے خودی کے لیے ہم کیا بنے اور کیا نہ بنے
کبھی ساقی کبھی صہبا کبھی پیمانہ بنے

پہلوئے شوق میں دل رکھ کے یہ کب ممکن ہے
سامنے تم ہو اور انسان نہ دیوانہ بنے

باز ہم عرضِ تمنا سے نہیں آ سکتے
بات بننے کو کسی طرح بنے یا نہ بنے

اک ذرا جلوہ نمائی کی ضرورت ہوگی
تم جو چاہو تو گھر اللہ کا بت خانہ بنے

اختیار اس کا ہے جو چاہے لب ترِ جائے
آنکھ رکھتے ہوئے لیکن کبھی اندھا نہ بنے

تم جو آمادۂ تائید کہیں ہو جاؤ
غیر ممکن ہے کہ ہر کام ہمارا نہ بنے

مطلعِ مدح ہو مضمونِ غزل سے پیدا
نغمہ داؤد کا حرفِ غمِ جانانہ بنے

یا علیؑ ہاتھوں سے تم اپنے جو وہ جام دلا
رہبرِ راہِ عمل لغزشِ مستانہ بنے

فاطمہؑ بنتِ اسد کو ہو مبارک وہ پسر
گیسوئے دینِ خدا کے لیے جو شانہ بنے

جی اُٹھے مردۂ صد سالہ اگر تم چاہو
کام تم آؤ جہاں کارِ مسیحا نہ بنے

مرتبہ یہ ہے کہ اک ضربتِ یوم الخندق
کل عبادات کی تلخیص کا پروانہ بنے

درۃ التاج شہی ذرۂ خاکِ قدمت
ضربِ با خالق او رنگِ ملوکانہ بنے

کرسی و لوح و قلم ارض و سما کیا عجب کہ
حق کا محبوب تمہارے لیے دیوانہ بنے

یہ تمہارا صدقہ ہے سب جسے کونین کہیں
بحث اس سے نہیں اللہ بنے یا نہ بنے

ہاتھ وہ ہاتھ کہ جو دستِ خدا کہلائے
وہ قدم دوشِ نبیؐ جس کا کہ کاشانہ بنے

ہم تو سائل ہیں محشر مانگیں گے مولا سے بھیک
ان کی مرضی ہے مرا کام بنے یا نہ بنے

معصوم زیدی

سوز وہ سوزِ محبت نہیں شعلہ نہ بنے
عشق وہ عشق بہر حال جو افسانہ بنے

مرضیِ رب ہے کہ کعبے میں علیؑ ہوں پیدا
عبد و معبود کے رشتوں سے اک افسانہ بنے

قنبر و بوذر و سلماں ہی پہ موقوف نہیں
غیر بھی پی لے تو تا حشر نہ بیگانہ بنے

دوشِ احمدؐ پہ قدم جسکے اسی کی معراج
نام جسکا ہو علیؑ کیسے وہ اعلیٰ نہ بنے

جان کو بیچ کے ملتی ہے یہاں مرضیِ حق
"عشقِ حیدر میں سمجھ سوچ کے دیوانہ بنے"

جسکو معصوم ہو دعوائے ولائے حیدر
دارِ فانی میں زر و مال کا بھوکا نہ بنے

شائق زیدی

اُنکا مولد نہ بنے کعبہ مرا مجانہ بنے
حق جو چاہے تو نہ کیوں بت کا نشانہ بنے

اُنکی تولید سے کعبہ متمدن ہو جائے
اُنکی تائید سے بتخانہ خدا خانہ بنے

اُن کا عنوانِ ولادت ہو تو بس حجِ حرم
اُنکا اعلانِ ولایت ہو تو دیوانہ بنے

ہے در فیضِ یداللہ سے نسبت شائق
ہم فقیروں کے مزاج اسلیے شاہانہ بنے

www.khwajalateefansari.com
RekhtaDownload.com

اکابرینِ ملت کیلئے

توجہ طلب مسئلہ

حکومتِ پاکستان نے ۱۹۴۸ء میں شریعت ایکٹ نافذ کرکے پاکستان کی منزلِ مقصود کی طرف ایک اہم قدم اٹھایا ہے۔ درحقیقت پاکستان کا قیام بذاتِ خود ایک مقصد نہ تھا بلکہ یہ حصولِ مقصد کا ذریعہ تھا۔ اور وہ مقصد یہ تھا کہ مسلمانانِ ہند اپنی زندگیاں قرآن اور سنت کے مطابق بسر کرکے خوشحالی اور ترقی سے ہمکنار ہوں۔ شریعت ایکٹ کے نفاذ کے باعث پاکستانی مسلمانوں کے شادی، طلاق، نان و نفقہ، بچوں کی ولایت، وراثت، ہبہ، وصیت، اور وقف وغیرہ سے متعلقہ امور تقریباً مسلمانوں کی فقہ کے مطابق طے ہو رہے ہیں۔ مگر پاکستانی شیعہ قرآنی قوانین کے پُرجوش حامی ہونے کے باوجود شریعت ایکٹ کے نفاذ کے باعث ایک عجیب الجھن میں مبتلا ہو گئے ہیں کیونکہ شریعت ایکٹ کی موجودگی میں بلکہ شریعت ایکٹ کی آڑ میں مذکورہ بالا امور سے متعلق فیصلے شیعوں کے نقطۂ نظر میں قرآن اور سنت کے برعکس شیعوں پر عملاً ٹھونسے جا رہے ہیں۔ کیونکہ شیعہ نقطۂ نظر کے مطابق دینی فیصلے قرآن وسنت کے مطابق ہیں جو فقہ جعفری کے مطابق ہوں۔ یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے جس کا ہندو پاکستان کی عالیہ عدالتوں نے بارہا اظہار کیا ہے کہ "قرآن وسنت" سے مراد "قرآن و سنت کی وہ توضیح ہے جو سنیوں کے معاملات میں فقہ حنفی کے مطابق اور شیعوں کے معاملات میں فقہ جعفری کے مطابق ہو۔ مگر ان اظہارات اور قانونی دفعات کے باوجود پاکستان میں عملاً شیعوں کے معاملات میں بھی فیصلے فقہ جعفری کے مطابق نہیں بلکہ فقہ حنفی کے مطابق ہو رہے ہیں۔ یا یوں سمجھیے کہ پاکستان میں مذکورہ بالا امور سے متعلق اپنی زندگیاں "قرآن وسنت" کے مطابق ڈھالنے کی سہولت ہونے کے باوجود شیعہ اس سے عملاً محروم ہیں۔ وہ اس طرح کہ پاکستان میں عدالتِ عالیہ کے فیصلہ کے مطابق یہ مفروضہ بنا لیا گیا ہے کہ پاکستان کا ہر مسلمان سنی ہے۔ تا وقتیکہ وہ اس کے برعکس ثابت نہ ہو۔ اس مفروضہ کی زد براہِ راست شیعوں پر پڑتی ہے۔ کیونکہ پاکستان میں دو ہی بڑے فرقے ہیں، ایک سنی دوسرے شیعہ۔ اس مفروضہ کی بنا پر مسلمانوں کے مذکورہ بالا امور بالعموم فقہ حنفی کے مطابق طے ہوں گے۔ اگر شیعہ ان معاملات کو فقہ جعفری کے تحت طے کرانا چاہیں تو انھیں ثابت کرنا ہوگا کہ متوفی، موصی، واہب واقف، نابالغان کے والدین اور میاں بیوی (جیسی کہ کیفیت ہو) شیعہ ہیں اور ثبوت دو ہی طرح کا دیا جا سکتا ہے۔ دستاویزی یا زبانی۔ جہاں تک کسی باشندہ کے مذہب کے دستاویزی ثبوت کا تعلق ہے حکومتِ پاکستان نے کوئی معقول انتظام نہیں کر رکھا۔ حالانکہ عیسائی مملکتوں میں

ایسا انتظام موجود ہے۔ پاکستان میں محکمہ صحت کے موت اور پیدائش کے رجسٹر ہیں جن میں متوفی یا مولود کے کوائف درج ہوتے ہیں ان کوائف میں ایک خانہ مذہب کا ہوتا ہے مذہب کے خانہ میں مسلم متوفی یا مولود کے متعلق صرف لفظ "مسلمان" لکھ دیا جاتا ہے مگر یہ وضاحت نہیں کی جاتی کہ متوفی یا مولود سنی مسلمان ہے یا شیعہ مسلمان اور اس ابہام کا فائدہ مذکورہ بالا عدالتی مفروضہ کے نتیجہ میں اہلسنت کو پہنچتا ہے۔ اس کے علاوہ پاکستان میں کوئی ایسا ریکارڈ نہیں ہے جس سے مسلم باشندوں کے فرقوں کا تعین ہو سکے۔ جہاں تک شیعوں کا تعلق ہے ان کے پاس بھی کوئی ایسا باقاعدہ اور جامع ریکارڈ نہیں جو کسی شخص کے شیعہ ہونے کا حتمی ثبوت ہو۔ اگرچہ ادارہ اور کانفرنس شیعوں کی نمائندہ اور مرکزی جماعتیں ہونے کی مدعی ہیں۔ مگر دونوں میں سے کسی ایک کے پاس بھی کوئی ایسا ریکارڈ نہیں ہے جس میں پاکستان کے جملہ شیعہ افراد کے کوائف درج ہوں نہ ہی ان میں سے کسی ایک نے بھی شیعہ قوم کے باقاعدہ اعداد و شمار فراہم کرنے کی کبھی زحمت گوارا کی ہے۔ حالانکہ اسی ملک میں مرزائیوں کے پاس نہ صرف پاکستانی مرزائیوں بلکہ غیر ملکی مرزائیوں کے باقاعدہ اور اپٹوڈیٹ اعداد و شمار موجود ہیں جہاں تک مقامی تنظیموں کا تعلق ہے وہ اول تو معدودے چند شہروں میں ہیں جن کا عموماً کام صرف عزاداری کا انعقاد ہے اور جو محرم کے بعد قریباً غیر فعال ہو کر رہ جاتی ہیں۔ ان چند تنظیموں کے پاس بھی جو ریکارڈ ہوتا ہے وہ انتہائی درجہ کا ناقص ہے۔ ان انجمنوں کے پاس صرف انہی اشخاص کے نام درج ہوتے ہیں جو چندہ دینے والے ہوں۔ دیگر افراد ملت کے کوائف تو درکنار نام بھی ان کے پاس درج نہیں ہوتے جو چندہ دینے والے ہوں۔

باوجود اس کے بعض شہروں میں دو دو تین تین انجمنیں موجود ہیں۔ مگر ان کے پاس اپنے شہر بلکہ محلہ کے شیعوں کے اعداد و شمار بھی نہیں ہوتے اور دیہات میں تو تحریری کام ہوتا ہی بہت کم ہے۔ اب رہ جاتی ہے۔ زبانی شہادت، تو جب کسی شخص کو شیعہ ثابت کرنے کے لیے ایک فریق دو گواہ پیش کرتا ہے تو دوسرا فریق تردید میں چار پیش کر دیتا ہے کیونکہ سنی تعداد میں زیادہ ہیں۔ اور ان آبادیوں میں جہاں شیعہ گھر محض ایک یا دو ہوتے ہیں وہاں زبانی شہادت کی فراہمی بھی ان کے لیے ایک نہایت کٹھن مسئلہ بن جاتا ہے جب وہ شخص جس کی شیعیت متنازعہ ہو کے اقربا سنی ہوں تو مذکورہ بالا عدالتی مفروضہ اور زور دار ہو جاتا ہے۔

المختصر موجودہ حالات میں شریعت ایکٹ کا نفاذ دراصل فقہ حنفی کا نفاذ ہے اور فقہ جعفری کے استفادہ سے شیعہ بھی محروم ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ شیعہ متوفی کی وراثت کا فائدہ غیر شیعہ اٹھا رہے ہیں اور اس کے جائز وارث اپنے پورے حقوق حاصل نہیں کر رہے۔ بالخصوص متوفی کی ہمشیرہ یا دختر جو متوفی کے سنی قرار دیے جانے کے بعد نصف سے زائد کی مالک نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح شیعوں کی نابالغ اولاد غیر شیعہ کی تربیت میں رہ کر شیعہ عقائد سے بے خبر ہو رہی ہے اور شیعہ کی وقف کردہ جائیداد کی آمدنی شیعہ عقائد کے خلاف صرف ہو رہی ہے اور شیعہ افراد کی شادیاں فقہ جعفری کے خلاف قائم یا منسوخ ہو رہی ہیں۔ ان جملہ واقعات کا اثر شیعوں پر بہت برا ہے۔ اس طرح شیعوں کی تعداد گھٹ رہی ہے اور شیعیت کی تبلیغ کمزور پڑ رہی ہے۔

www.khwajalateefansari.com
Rekhta Download.com

لہٰذا عمائدینِ قوم اور اکابرینِ ملّت کا فرض ہے کہ اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کریں اور ان ناموافق حالات کو سازگار بنانے کے لیے ٹھوس اقدامات کریں۔ میرے خیال میں مندرجہ ذیل اقدامات نہایت ضروری ہیں :-

١۔ حکومت محکمۂ صحت کے ریکارڈ "موت و پیدائش" میں ہر شخص کے فرقہ کا اندراج کرائے یعنی رجسٹر موت و پیدائش میں خانۂ مذہب کے نیچے صرف لفظ "مسلمان" نہ لکھا جائے بلکہ "شیعہ مسلمان" یا "سنی مسلمان" لکھا جائے۔

٢۔ حکومتِ پاکستان عیسائی مملکتوں کی طرح ہر بالغ شہری پر فرض عائد کرے کہ وہ سن بلوغت کو پہنچتے ہی پرچہ اعلانِ مذہب داخل کرے اور یہ ریکارڈ، ریکارڈ مال کی طرح محفوظ رکھا جائے اور مذکورہ ہر دو دستاویزات کے مندرجات درست تصور ہوں تا وقتیکہ ان کی ٹھوس تردید نہ ہو۔

٣۔ ہر بالغ شیعہ محکمہ صحت کے تیار کردہ رجسٹر پیدائش میں اپنے اور اپنے زیر کفالت نابالغان کے مذہب سے متعلق کوائف درست کرائے اور رجسٹر میں لفظ "مسلمان" کی جگہ "شیعہ مسلمان" درج کرائے۔

٤۔ ایک مرکزی تنظیم ہو جو دیہات تھانہ اور ضلع وغیرہ کی سطحوں پر باقاعدہ منظم اور مربوط ہو اور جو قوم شیعہ کے درست، باقاعدہ اور اپٹوڈیٹ اعداد و شمار اکٹھے کرے۔ جن میں ہر شیعہ کے جملہ کوائف درج ہوں اور ان اعداد و شمار کا ایک پرت مرکز میں رہے اور دوسرا ضلعی تنظیم کے پاس۔ تاکہ بوقت ضرورت اس کی نقول یا اصل عدالت میں پیش کی جاسکے۔

٥۔ حکومت مذکورہ بالا عدالتی مفروضہ کو بذریعہ قانون ختم کرے تاکہ بارِ ثبوت شیعہ اور سنی دونوں پر یکساں ہو۔

راولپنڈی میں مجلس سیرت و کردار

زیر اہتمام امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ لاہور

ہر اتوار کو دس بجے سے گیارہ بجے تک بمقام محلہ قطب الدین گلی ١٢ نئی مسجد وامامبارگاہ ہوتی ہے جس میں مولانا سید سرفراز حسین صاحب پیش نماز علی مسجد سیٹلائٹ ٹاؤن درس نہج البلاغہ دیتے ہیں۔

شعبۂ تبلیغ امامیہ مشن

ہماری کتابیں

١۔ کنوز المعجزات	٤٠٠ صفحات	ہدیہ	٥/٠٠
٢۔ عیون المعجزات	٢٠٠ "	"	٢/٠٠
٣۔ مناقب امیرالمومنین علامہ بحرانی عربی اردو		"	٢/٠٠
٤۔ خصائص امیرالمومنین علامہ نسائی		"	٢/٠٠
٥۔ مخزن کرامات حضرت سید محمد علیہ السلام کے کرامات		"	١/٠٠
٦۔ کاشف الحقائق فی جواب احسن الفوائد صفحات	١٢٢		١/٥٠
٧۔ امہات الائمہ		ہدیہ	١/٠٠
٨۔ معرفت بالنورانیہ		"	١/٥٠
٩۔ ینابیع المودۃ		"	١٢/٠٠
١٠۔ مناقب آل ابی طالب		"	١٥/٠٠

ملنے کا پتہ

مکتبۃ الساجدؑ چاہ نیچے والا کوٹلہ تولے خان ملتان شہر

سمتِ قبلہ کا تعیّن!

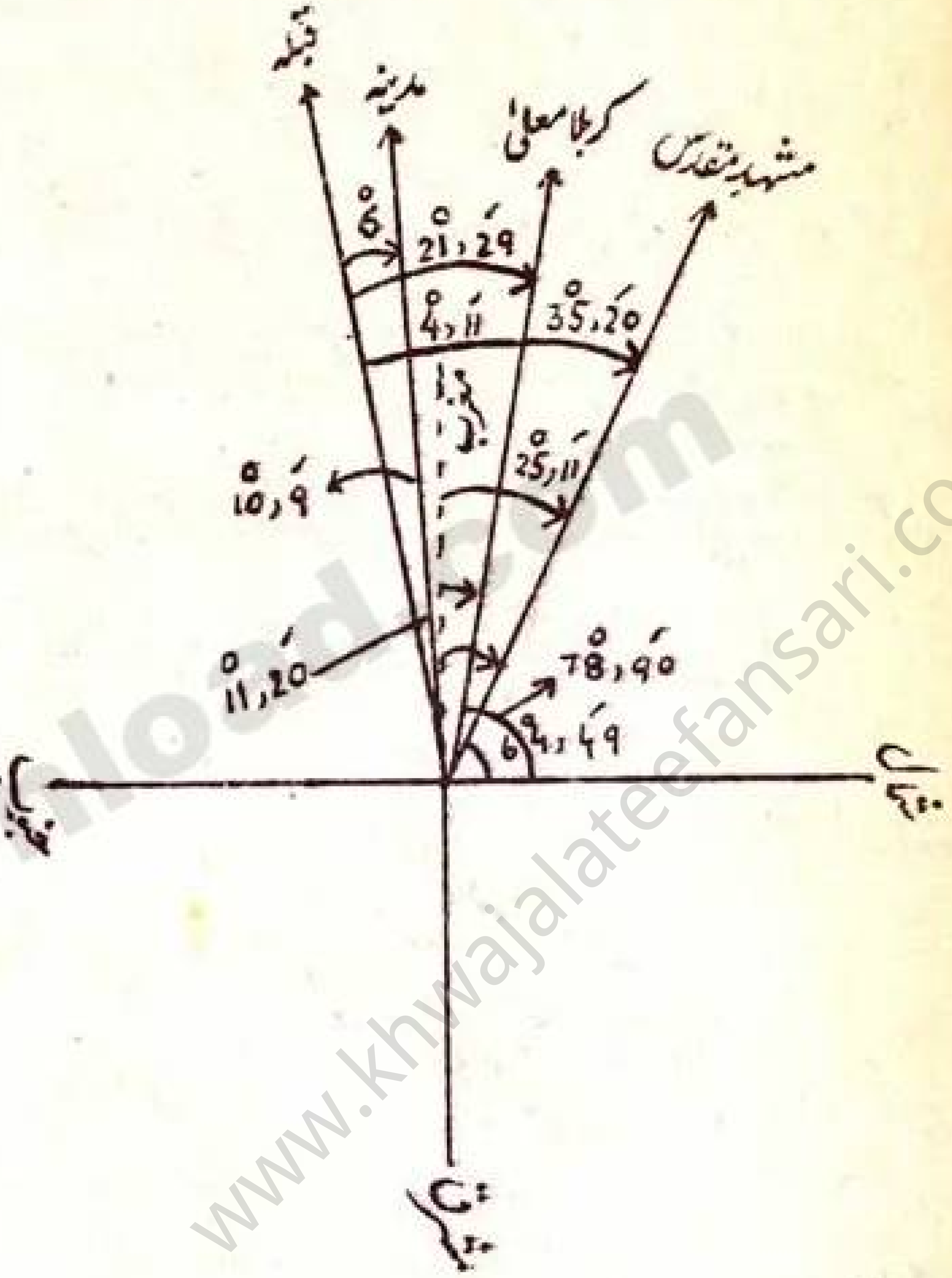

قبلہ۔ ۹ ر ۱۵ مغرب سے جنوب

مدینہ۔ مغرب سے جنوب ۱۱ ر 4° یعنی قبلہ سے تقریباً 6° مغرب یا دائیں طرف

کربلا۔ مغرب سے شمال ۲۰ ر ۱۱ یعنی قبلہ سے $21\frac{1}{2}$° مغرب یا دائیں طرف

مشہد۔ مغرب سے شمال ۱۱ ر 25° یعنی قبلہ سے $25\frac{1}{3}$° مغرب یا دائیں طرف۔

"اداریہ" بقیہ صث

طارق ابن زیاد کو اسی سبب سے شعراء اور ادباء "طارق بن زیاد" کہتے ہیں۔ کیونکہ "ابنِ زیاد" ایک معروف شاطر ہستی گزر چکی ہے۔

ہمارا خیال ہے ریڈیو والے جان بوجھ کر اپنی کم علمی پر غلاف چڑھا رہے ہیں۔ اور دوست نوازی کے معاملے میں دنیا میں سب سے زیادہ سبقت لے گئے ہیں۔ کیا موجودہ حکومت اس طرف توجہ دے گی؟

شعرائے اہلبیتِ پاکستان

ہمیں انتہائی خوشی ہے کہ ہماری اپیل پر تمام شعرائے پاکستان و ہندوستان نے اپنے قصائد روانہ کیے۔ بہتر تو یہ تھا کہ ان اعلیٰ قصائد کو جوں کا توں شائع کیا جاتا لیکن "پیام عمل" کے صفحات کم ہونے کے باعث ایسا نہ ہو سکا جس کے لیے ہم معذرت خواہ ہیں۔ ہم نے چند اشعار کے انتخابات پر اکتفا کیا ہے۔ اگر آئندہ صفحات نے اجازت دی تو یقیناً بعض قصیدے مکمل شائع کر دیے جائیں گے۔ ہم آپ کے خلوص کا کوئی اجر نہیں دے سکتے خدا سے دعاگو ہیں کہ وہی ان خلوص بھرے جذبات کی جزائے خیر دے۔

کاروائی مجلسِ مشاورت

منعقدہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۶۶ء اتوار گیارہ بجے صبح

زیرِ صدارت:۔ مولانا سید نجم الحسن صاحب کراروی مدظلہٗ

اس اجلاس میں مجلسِ مشاورت کے تقریباً بائیس اراکین شریک تھے۔

کاروائی

تلاوتِ قرآن پاک:۔ قمر الحسن صاحب طالبعلم حسینیہ ہائی سکول موچی دروازہ لاہور

راقم الحروف نے مولانا سید نذیر حسین صاحب بخاری لاہور اور مولانا مرزا یوسف حسین صاحب میانوالی کے خطوط پڑھ کر سنائے۔ مولانا نذیر حسین صاحب بخاری نے اپنی تجاویز میں مشن کے دفتری نظام کو بہتر بنانے پر زور دیا۔ مولانا مرزا یوسف حسین صاحب بوجہ مصروفیت شریک نہ ہو سکے البتہ انھوں نے تحریر فرمایا کہ وہ امامیہ مشن پاکستان کے کام کے مداح ہیں۔ انھوں نے قلمی تعاون کا بھی یقین دلایا۔ اس موقع پر پروفیسر محمد صادق صاحب قریشی نے پروفیسر خواجہ محمد لطیف صاحب انصاری کے خط کا تذکرہ فرمایا جس میں خواجہ صاحب نے تحریر فرمایا تھا کہ مجتہدِ اعظم سرکار آقا محسن حکیم مدظلہ العالی، امامیہ مشن پاکستان کی سرگرمیوں کو بنظرِ استحسان دیکھتے ہیں اور مشن کو بیرونی ممالک تک مؤثر توسیع دینے کے حامی ہیں۔ خواجہ صاحب نے اراکین مجلسِ مشاورت اور ٹرسٹ کمیٹی کی توجہ اس طرف مبذول کرانے کے لیے تحریر فرمایا کہ مشن کا دائرۂ اثر بیرونِ ممالک تک بڑھایا جائے۔

سابقہ رپورٹ مینجنگ ٹرسٹی:۔ راقم الحروف (سید اظہار حسین مشہدی) نے پڑھ کر سنائی۔ سابقہ کاروائی کا آخری حصہ متعلقہ تجاویز پروفیسر محمد صادق قریشی صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ یہ کاروائی متفقہ طور پر منظور کر لی گئی۔

موجودہ رپورٹ مینجنگ ٹرسٹی۔ جناب سید محمد تقی صاحب کاظمی ٹرسٹی امامیہ مشن پاکستان نے اپریل ۶۶ء تا ستمبر ۶۶ء کی رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ رپورٹ درج ذیل ہے:۔

رپورٹ

صدرِ محترم و حاضرینِ باتمکین۔ سلام علیکم

حضرات! امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ کی مجلسِ مشاورت کا دوسرا اجلاس چھ ماہ کے وقفے کے بعد ہو رہا ہے۔ محرم اور دیگر مصروفیات کی وجہ سے درمیان میں جلسہ نہ ہو سکا گذشتہ چھ ماہ کی مختصر رپورٹ حاضرِ خدمت ہے:۔

۱۔ آمد و خرچ

اس دوران میں جو آمدنی اور خرچ ہوا اس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

www.khwajalateefansari.com
RekhtaDownload.com

نمبر شمار	تفصیل	پیسہ	روپیہ
۱	سہمِ امامؑ	۶۵	۱۴۳۲
۲	عطیات	۲۵	۷۹۰
۳	حسینی فنڈ	۴۰	۴۳۰
۴	بلڈنگ فنڈ	۶۸	۱۶۸۷
۵	آمدنی (اپریل تا ستمبر ۶۶ء)	۴۰	۴۴۲۳۱
۶	خرچ (اپریل تا ستمبر ۶۶ء)	۳۸	۴۴۴۲۳
۷	بنک بیلنس (اپریل تا ستمبر ۶۶ء)	۰۲	۳۸۰۸

۲۔ آپ کو علم ہے کہ امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ نے پاک نگر میں ایک قطعۂ اراضی بلڈنگ بنانے کے لیے خرید لیا ہے۔ جیسا کہ میں نے ابھی عرض کیا اس سلسلے میں صرف ۱۶۸۷ روپے موصول ہوئے ہیں۔ یہ رقم بہت کم ہے۔ ضرورت ہے کہ بلڈنگ کو جلد از جلد تعمیر کیا جائے۔ امید ہے کہ آپ اس سلسلے میں ایسی تجاویز مرتب کریں گے جن سے یہ کام جلد از جلد سرانجام ہو سکے۔

۳۔ **رفتارِ رکنیت** ۔ مندرجہ ذیل اعداد و شمار رفتارِ رکنیت ظاہر کرتے ہیں:۔

	ممبر خصوصی	معاونین خصوصی	مربی	سرپرست	دوامی	پیام عمل	میزان
اپریل ۶۵ء تا مارچ ۶۶ء	۴۰۷۹	۱۴	۵۲۹	۵۵	۱۳	۵۶	۴۷۴۶
اپریل ۶۶ء تا ستمبر ۶۶ء	۳۱۰۸	۹۴	۵۴۸	۶۰	۱۳	۲۳	۳۸۴۶
	کمی	اضافہ	اضافہ	اضافہ	x	کمی	کمی
	۹۷۱	۸۰	۱۹	۵	x	۳۳	۹۰۰

سال گزشتہ کی نسبت معاونِ خصوصی میں ۸۰ ممبران کا، مربی حضرات میں ۱۹ کا اور سرپرست حضرات میں ۵ کا اضافہ ہوا ہے۔ لیکن ممبرانِ خصوصی یا عام ممبران میں جن کی فیس رکنیت پانچ روپے سالانہ ہے ۹۷۱ کی کمی ہو گئی ہے۔ یہ مسئلہ بھی آپ کی خصوصی توجہ کا محتاج ہے۔ مقامی سیکرٹری صاحبان مشن کے دست و بازو ہیں۔ آپ کے تعاون کی اشد ضرورت ہے تاکہ رکنیت میں توسیع ہو سکے۔

۴۔ **دورہ جات** ۔ پروفیسر محمد صادق قریشی صاحب اس سال محرم میں ڈھاکہ تشریف لے گئے۔ انھوں نے نہ صرف محرم کی مجالس پڑھیں بلکہ امامیہ مشن کی ترویج اور ترقی کے لیے بھی کام کیا۔ اس دوران میں ۲۲ حضرات معاونِ خصوصی، سات حضرات مربی اور ایک صاحب سرپرست بنے۔ مجالس کے سلسلے میں تین سو روپے وصول ہوئے وہ امامیہ مشن ڈھاکہ کو دے دیے گئے۔ ان کے علاوہ سید اظہار حسین صاحب مشہدی نے سرگودھے اور ملتان کا دورہ کر کے مشن کے کام کو آگے بڑھایا۔ خدا ان کو جزائے خیر دے۔ مشن کے مبلغ سید زکی الحسن صاحب نقوی نے کوسیلا کا دورہ کر کے تقریباً سات سو روپے جمع کیے۔ آپ کی خدمات بھی قابلِ قدر ہیں۔

۵۔ **شعبۂ نشر و اشاعت** ۔ اپریل ۶۶ء سے ستمبر تک مندرجہ ذیل کتابچے شائع ہوئے:۔

نمبر شمار	نام و نمبر کتابچہ
۱	انکارِ بیعت کا وزن سلسلہ اشاعت ۱۹۳
۲	Husains Contribution for the good of Humanity No:193
۳	خواتینِ کربلا سلسلہ اشاعت ۱۹۴
	Baby Ali Asghar(No: 194

۳	کربلا کے بہن بھائی	سلسلہ اشاعت نمبر	۱۹۵
۴	معراجِ انسانیت	" "	۱۹۶
۵	مذہب کیوں؟	" "	۱۹۷
۶	رکعاتِ نماز	" "	۱۹۸
۷	معارفِ نبوت	" "	۱۹۹

۶- کتب مکتبہ امامیہ

جنوری ۶۶ء سے مارچ ۶۶ء تک مندرجہ ذیل کتب چھپ چکی ہیں۔

۱- دینِ حق
۲- دین اسلام
۳- ترغیب الصلوٰۃ
۴- کربلا کی شیر دل خاتون (تیسرا ایڈیشن)
۵- رہنمائے حجاج۔

گزشتہ ششماہی میں مشن زیادہ کتب شائع نہ کر سکا لیکن امید ہے کہ اس کمی کو آئندہ پورا کر دیا جائے گا۔ کیونکہ مندرجہ ذیل کتابوں کی کتابت ہو چکی ہے اور اشاعت کے لیے تیار ہیں:-

۱- نور الثقلین
۲- اسوۃ الرسولؐ
۳- مجالس الشیعہ (تیسرا ایڈیشن)
۴- خزینۃ المجالس (دوسرا ایڈیشن)
۵- دینیات حصہ سوم، چہارم، پنجم (دوسرا ایڈیشن)
۶- اہلسنت و خلافتِ معاویہ و یزید (دوسرا ایڈیشن)
۷- دعائے مشلول (بلاک پرنٹنگ)
۸- حدیثِ کساء (بلاک پرنٹنگ)

۹- شناسائے روزگار - کا مسودہ بلا کتابت زیر پڑا ہے۔ اس کے علاوہ "ذکر العباس" کا پروف پڑھا جا رہا ہے۔ عنقریب شائع ہو جائے گی۔

۷- شعبۂ تبلیغ

مندرجہ ذیل مبلغین امامیہ مشن پاکستان نے محرم میں مختلف جگہوں پر مجالسِ محرم پڑھیں:-

۱- سید نذیر حسین صاحب بخاری۔ موضع دال ضلع سیالکوٹ
۲- مولانا عبدالعزیز صاحب جعفری گوجر خان
۳- پروفیسر اسد اریب صاحب۔ مظفر آباد آزاد کشمیر
۴- مولانا غلام رسول صاحب کھچی۔ چونیاں
۵- سید محمد سبطین صاحب، فورٹ سنڈیمن
۶- مولانا سید امیر حیدر صاحب زیدی۔ کبیر والا ضلع ملتان
۷- مولانا سید ذکی الحسن صاحب کومیلا مشرقی پاکستان
۸- مولانا زین العابدین صاحب دریا مال ضلع جہلم
۹- مولانا سردار علی صاحب جعفری سمندری ضلع لائلپور
۱۰- کیپٹن الطاف حسین صاحب چکوال ضلع جہلم
۱۱- حافظ قاری سید نذر حسین صاحب بخاری بھکر ضلع میانوالی
۱۲- سید اظہار حسین صاحب مشہدی۔ قصور ضلع لاہور
۱۳- مولانا معراج الحسن صاحب زیدی پاک نگر لاہور
۱۴- مولانا سید مظہر علی صاحب رضوی۔ پاک نگر۔ رام گڑھ لاہور اور مریدکے ضلع شیخوپورہ
۱۵- مولانا ذوالفقار حسین صاحب چک ۴۷ ضلع منٹگمری
۱۶- مولانا ارشاد حسن صاحب رضوی۔ لورالائی
۱۷- سید زوار حسین صاحب قلعہ سوبھا سنگھ ضلع سیالکوٹ
۱۸- سید مظفر علی صاحب نقوی راولپنڈی چھاؤنی
۱۹- مولانا محمد اسلم صاحب قریشی باغ آزاد کشمیر

۱۷- مولانا سید تجمل حسین صاحب - مری

۱۸- مولانا سید قائم علی صاحب فانی - رام گڑھ لاہور

یہ حضرات ہمارے خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں کہ انھوں نے نہ صرف تبلیغ کی بلکہ امامیہ مشن ٹرسٹ کے کام کو بھی آگے بڑھایا - ان کی دینی خدمات قابلِ قدر ہیں - اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ تعداد مبلغین کو اور بڑھایا جائے - اس سلسلے میں درس کا سلسلہ جاری ہے جس کے انچارج سید قائم علی صاحب فانی ہیں اور سید اظہار حسین صاحب مشہدی کی خدمات بھی قابلِ تعریف ہیں -

۸- شعبۂ شادی -

اس شعبے کے سیکرٹری سید مظاہر حسین صاحب نقوی ہیں - آپ اب تک تقریباً دو صد سے زیادہ رشتے طے کرا چکے ہیں - گزشتہ ششماہی میں تقریباً دس رشتے طے پائے - اور تقریباً پندرہ رشتوں کی بات ہو رہی ہے - بہر حال اس شعبے نے قابلِ قدر خدمات انجام دی ہیں - ہم مظاہر صاحب کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں کہ انھوں نے بے لوث خدمات انجام دیں -

۹- لوکل سیکرٹری صاحبان

جیسا کہ میں پہلے توسیع رکنیت کے سلسلے میں عرض کر چکا ہوں لوکل سیکرٹری صاحبان مشن کے دست و بازو ہیں - اصل میں یہی وہ حضرات ہیں جو مشن کے کام کو آگے بڑھا سکتے ہیں - ہمیں خوشی ہے کہ بہت سے لوکل سیکرٹری صاحبان نے توسیع رکنیت کے سلسلے میں خاصا کام کیا ہے - ان کے نام یہ ہیں :-

۱- پروفیسر محمد صادق صاحب قریشی سابق منیجنگ ٹرسٹی مشن ۳۷

۲- مہدی حسن صاحب قزلباش ڈھاکہ ۵

۳- عبدالعزیز صاحب جعفری سیالکوٹ (مبلغ) ۱۰

۴- سید نذیر حسین صاحب بخاری مبلغ لاہور ۱

۵- سید محمد حسین صاحب زیدی سابق ناظم دفتر مشن ۳

۶- سید غلام مرتضیٰ صاحب ترمذی کبیر والا ضلع ملتان ۹

۷- حکیم سید تجمل حسین صاحب نقوی لاہور ۲

۸- مولانا سید منظور حسین صاحب نقوی علی پور مظفر گڑھ ۱

۹- مولانا سید مظفر حسین صاحب نقوی مبلغ راولپنڈی ۷

۱۰- شیخ ناظم علی صاحب ڈان پیپر مارٹ کراچی ۱۲

۱۱- مولانا سید ذکی الحسن نقوی صاحب مبلغ لاہور ۲۹

۱۲- مولوی محمد امین صاحب بلتستانی سکردو ۴

۱۳- سید مظفر حسین صاحب زیدی بہاولپور ۸

۱۴- صوفی سید ابن حسن صاحب رضوی مبلغ ہنگو رچیہ خیرلوچ ۴

۱۵- نذیر محمد صاحب لدھیانوی - لائلپور ۲

۱۶- آغا سید حسن صاحب عابدی روہڑی ۴

۱۷- سید ابرار حسین صاحب مشہدی لاہور ۱

۱۸- سید ضیغم عباس صاحب شمسی لوکل سیکرٹری لاہور ۳

۱۹- سید مظفر حسین صاحب کاظمی " مظفر آباد آزاد کشمیر ۱۰

۲۰- خان غلام شبیر خاں صاحب " وحدت کالونی لاہور ۵

۲۱- سید اظہار حسین صاحب مشہدی ناظم دفتر امامیہ مشن ۳

۲۲- سید ابو محمد صاحب رضوی لوکل سیکرٹری راولپنڈی ۵

۱۰- اسسٹنٹ منیجنگ ٹرسٹی

پروفیسر محمد صادق صاحب قریشی جو امامیہ مشن کے

مینجنگ ٹرسٹی تھے امامیہ کالج منٹگمری کے پرنسپل مقرر ہو گئے۔ چنانچہ انھوں نے مینجنگ ٹرسٹی کے عہدے سے استعفٰے دے دیا جس کو ٹرسٹ نے بامر مجبوری منظور کر کے خواجہ حبیب علی صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی سیکرٹری فنانس کو نیا مینجنگ ٹرسٹی مقرر کیا ہے۔ پروفیسر محمد صادق صاحب کو مشن سے جو لگاؤ ہے اس سے امید ہے کہ وہ مشن کے لیے جہاں بھی ہوں گے کام کرتے رہیں گے البتہ ان کی کمی ضرور محسوس ہو گی۔

خواجہ حبیب علی صاحب کے ہم شکر گزار ہیں کہ انھوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود مشن کی خدمت کرنا منظور کر لیا ہے۔ امید ہے اب مشن اور زیادہ ترقی کرے گا۔

اسی دوران میں سید اظہار حسین صاحب مشہدی کو دفتر مشن کا ناظم مقرر کیا گیا ہے جس سے دفتری نظام بہتر ہو گیا ہے۔ اور امید ہے کہ ان کی سرگرمی میں اور بہتر ہو جائے گا۔

حضرات اس سے پیشتر کہ میں اپنی رپورٹ ختم کروں آپ حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے جلسے میں شمولیت فرما کر مشن کے کام میں دلچسپی کا اظہار کیا۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہم میں بہت سی خامیاں ہیں۔ خامیاں کہاں نہیں ہوتیں لیکن امید ہے کہ آپ کی امداد اور تعاون سے یہ خامیاں نہ صرف دور ہو جائیں گی بلکہ مشن اور ترقی کرے گا۔

امید ہے کہ آپ آج کے جلسے میں ایسی تجاویز منظور فرمائیں گے جس سے مشن کے کام میں ترقی ہو سکے۔ شکریہ

تجاویز

۱۔ مولانا سید تجمل حسین صاحب لاہور

آپ نے دعائے مشلول کے بلاک فوری چھپنے کا ذکر فرمایا اور تجویز پیش کی کہ مشن ان بلاکوں سے استفادہ کرکے اخراجات میں بچت کر سکتا ہے۔ پروفیسر محمد صادق قریشی صاحب نے فرمایا کہ مشن مذکورہ بلاک تیار کروا چکا ہے اس لیے مذکورہ تجویز پر عمل کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، چنانچہ تجویز مسترد کر دی گئی۔

۲۔ راجہ لہراسپ علی صاحب جالپ جہلم

آپ نے تجویز پیش کی کہ مکتبہ امامیہ کو تاج کمپنی کی طرح لوگوں کے سرمایہ سے استفادہ کرنا چاہیے۔ چنانچہ انھوں نے فرمایا کہ مکتبہ کا سرمایہ ۵۱٪ اور پبلک سرمایہ ۴۹٪ قرار دیا جائے۔ سالانہ نفع اسی نسبت سے تقسیم کیا جائے۔

اس تجویز پر بحث و تمحیص کے بعد پروفیسر محمد صادق صاحب قریشی کی رائے سے یہ طے پایا کہ اس تجویز پر عمل کرنے کے لیے ماہرین کی کمیٹی بنائی جائے جو تمام امور پر مفصل طور پر غور کرے اور بعد ازاں ٹرسٹ کمیٹی کو رپورٹ پیش کرے کہ اس تجویز سے مکتبہ امامیہ کیا فائدہ اٹھا سکتا ہے؟ چنانچہ مندرجہ ذیل افراد مذکورہ کمیٹی کے ممبر چنے گئے:-

۱۔ خواجہ حبیب علی صاحب لاہور
۲۔ صوفی محمد انور صاحب لاہور
۳۔ راجہ لہراسپ علی صاحب جالپ جہلم۔

۳۔ ڈاکٹر صادق علی صاحب بخاری

آپ نے فرمایا کہ پروفیسر محمد صادق صاحب قریشی کو دوبارہ مینجنگ ٹرسٹی کا عہدہ سنبھالنا چاہیے۔ ان کا اس عہدے سے استعفےٰ مشن کے لیے ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔

صوفی محمد انور صاحب اور محمد تقی کاظمی صاحب نے وضاحت فرمائی کہ پروفیسر صاحب حسب سابق مشن کی خدمت کرتے رہیں گے۔ آپ مشن کے ٹرسٹی اور شعبۂ تبلیغ کے ناظم ہیں۔ آپ منٹگمری میں بھی مشن کا کام کرتے رہیں گے۔ اس لیے ان کے استعفےٰ سے کسی قسم کی غلط فہمی پیدا نہیں ہونی چاہیے۔

پروفیسر محمد صادق صاحب قریشی نے فرمایا، کہ امامیہ کالج منٹگمری کے مفادات کا خیال رکھنا بھی ملت جعفریہ کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ بایں وجہ آپ نے پرنسپل کا عہدہ قبول کیا۔ آپ نے فرمایا کہ امامیہ مشن پاکستان کی خدمت کرنا ایمانی فریضہ ہے چنانچہ آپ نے حاضرین کو یقین دلایا کہ آپ حسب سابق شعبۂ تبلیغ کے ناظم کی حیثیت سے کام کرتے رہیں گے۔ توسیع رکنیت کی طرف خصوصی توجہ دی جائے گی۔ آپ کے پرخلوص جذبات سے سامعین نے اتفاق فرمایا۔ آخر کار ڈاکٹر صادق علی صاحب بخاری بھی مطمئن ہو گئے۔

خواجہ حبیب علی صاحب نے فرمایا کہ قریشی صاحب کے تعاون کی بنا پر ہی انھوں نے مینجنگ ٹرسٹی کا عہدہ قبول کیا ہے۔

۴۔ توسیع رکنیت

کے سلسلے میں سید تجمل حسین صاحب نے تجویز پیش کی کہ مقامی طور پر توسیع رکنیت کے لیے دس معزز افراد پر مشتمل ایک وفد بنایا جائے۔ ہر اتوار کو مذکورہ مقص[د] کے لیے مختلف علاقوں کا دورہ کر کے رکن سازی کی مہم چلائی جائے۔

تقی جاوا صاحب نے تجویز پیش کی کہ علاقہ وار لوکل سیکرٹری صاحبان معزز اراکین سے مل کر اس مہم میں حصہ لیں۔

مظفر نقوی صاحب نے پیام عمل اور لٹریچر کا معیار بلند کرنے کی تجویز پیش کی۔ آپ کے نزدیک یہ تجویز بھی توسیع رکنیت کے لیے خاص اہمیت کی حامل تھی۔

صوفی محمد انور صاحب کی تجویز پر طے پایا کہ مقامی طو پر سید تجمل حسین صاحب کی تجویز پر عمل کیا جائے ا غیر مقامی علاقوں میں توسیع رکنیت کے لیے ہر لوکل سیکر کے تعاون سے اس مہم کو کامیاب بنایا جائے۔ پرو محمد صادق قریشی صاحب کی رائے پر قرار پایا کہ مختلف علاقوں میں مختلف مواقع پر ہفتۂ رکنیت منایا جائے لوکل سیکرٹری صاحبان مناسب انتظامات کریں۔ البتہ ایک آدمی مرکز سے بھی شامل ہوتا رہے۔ اس تجویز منظور کر لیا گیا۔

۵۔ صوفی محمد انور صاحب نے تجویز پیش کی کہ ہر لوکل سیکرٹری کا کوٹہ کم از کم چندہ ممبر سالانہ ہونا چاہیے۔ اس طرح سے توسیع رکنیت میں مدد ملے گی

ممتاز صاحب ایڈووکیٹ سیالکوٹ نے پُرزور تائید فرمائی۔ سید تجمل حسین صاحب نے اس تجویز کی تائید میں چند جملے فرمائے۔ آخر کار تجویز منظور کر لی گئی۔

۶۔ راجہ لہراسب علی صاحب جالپ ایڈووکیٹ جہلم نے فرمایا کہ پبلک کی دلچسپی حاصل کرنے کے لیے مشن کو لائبریری کے لیے فری کتب دینی چاہئیں۔

صوفی محمد انور صاحب نے فرمایا کہ مکتبہ امامیہ کی کتب فری دینے کا مطلب یہ ہے کہ مکتبہ کا استحکام ختم ہو جائے گا۔ البتہ ۵۰ فی صدی کمیشن پر کتب مہیا کرنے سے مکتبہ کسی حد تک مالی نقصان سے محفوظ رہتا ہے۔ اس لیے قوم جہاں لاکھوں روپے محرم الحرام کی مجالس پر خرچ کرتی ہے اسے چاہیے مشن کی اس رعایت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کچھ رقم لائبریری کے لیے مخصوص کر دی جائے۔

بہرحال راجہ صاحب کی تجویز بعد از بحث و تمحیص زیر غور رکھ لی گئی۔ ٹرسٹ کمیٹی مناسب فیصلہ کرے گی۔

۷۔ ضیغم شمسی صاحب نے تجویز پیش کی شائع ہونے والے لٹریچر کی تصحیح پر خصوصی توجہ دی جائے۔ یہ تجویز فوراً منظور کر لی گئی۔

۸۔ ملک ممتاز صاحب ایڈووکیٹ سیالکوٹ کی یہ تجویز منظور کر لی گئی کہ مشن، علامہ علی نقی صاحب قبلہ کا لٹریچر زیادہ سے زیادہ شائع کرنے کا انتظام کرے۔

اس موقع پر تقی کاظمی صاحب نے فرمایا کہ مشن میں کوئی شخص علامہ موصوف کے خلاف نہیں ہے۔ مشن نے علامہ صاحب کے اس لٹریچر کو شائع کرنے میں کبھی بخل سے کام نہیں لیا جو آسانی سے دستیاب ہو سکا۔ بہرحال آئندہ بھی کوشش کی جائے گی کہ اس طرف خصوصی توجہ دی جائے۔

مذکورہ تجاویز کے علاوہ کئی دیگر امور بھی زیر بحث آئے۔ ان میں سے ڈاکٹر مہر فراز حسین صاحب کی رائے خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ سابقہ مبلغین کا تعاون حاصل کیا جائے۔ چنانچہ طے پایا کہ اس پر غور کیا جائے گا۔

مولانا علی غضنفر صاحب رضوی کراروی کا استعفےٰ پیش ہوا لیکن انھوں نے فرمایا کہ وہ مشن کے ہمدردوں میں سے ہیں۔ علاوہ ازیں انھوں نے مخلصانہ جذبات کا اظہار کیا اور حاضرین کے اصرار پر استعفےٰ منظور نہ ہو سکا۔

چند ایسی باتیں بھی زیر بحث آئیں جن کا تذکرہ اس کارروائی کی طوالت کی وجہ سے نہیں کیا جا رہا۔

صدرِ جلسہ۔

آخر میں مولانا سید نجم الحسن صاحب کراروی نے فرمایا کہ امامیہ مشن قوم کا نمبر ۱ مفید ترین ادارہ ہے اس کے کارکن مخلص اور دیانتدار ہیں۔ آپ نے پرانے کارکنان سے اپیل کی کہ وہ سابقہ روایات کے مطابق خلوص اور تندہی سے کام کریں تاکہ ادارے کو مزید فروغ حاصل ہو۔ آپ نے مشن کے کام کی بے حد تعریف فرمائی۔ آپ کے نزدیک مشن کا لٹریچر تقاریر سے زیادہ مفید ہے۔ آپ نے پرانے کارکنان پر بار بار زور دیا کہ اس محبوب اور اہم قومی ادارے کی تقویت کے لیے جد و جہد کریں۔

(سید اظہار حسین منہاری)

www.khwajalateefansari.com
RekhtaDownload.com

گوشوارہ آمدن امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ لاہور اپریل ۶۶ء تا ستمبر ۶۶ء

نمبر شمار	تفصیل آمدن	پیسہ	روپیہ	کیفیت
۱	چندہ از ممبران خصوصی	۰۰	۱۲۶۰۹	
۲	" " معاونین خصوصی	۰۰	۸۸۰	
۳	" " مربی حضرات	۰۰	۲۱۳۰	
۴	" " سرپرست حضرات	۰۰	۱۲۵۰	
۵	فروختگی کتب مشن	۵۸	۲۶۸	
۶	حسینی فنڈ	۴۰	۴۲۰	
۷	سہم امامؑ	۶۵	۱۴۳۲	
۸	سہم سادات	۷۷	۱۲	
۹	شعبۂ تبلیغ	۸۶	۸۱۶۵	
۱۰	صدقہ سادات	۵۰	۳۶	
۱۱	صدقہ غیر سادات	۰۰	۱۵	
۱۲	عطیات	۲۵	۷۹۰	
۱۳	امدادی فنڈ	۲۸	۳۹۰۶	
۱۴	ریزرو فنڈ	۰۸	۲۱۶۱	
۱۵	کھال قربانی	۰۰	۳۳	
۱۶	مال لا دعویٰ	۰۰	۲	
۱۷	نیاز حضرت عباس علم بردار علیہ السلام	۳۵	۶۰	
۱۸	پبلسٹی	۰۰	۱۳۰	
۱۹	بلڈنگ فنڈ	۶۸	۱۶۸۷	
۲۰	حبیب بنک کراچی	۰۰	۴۲۳۰	
	میزان	۴۰	۴۴۲۳۱	

گوشوارہ خرچ امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ لاہور اپریل ۶۶ء تا ستمبر ۶۶ء

نمبر شمار	تفصیل خرچ	پیسہ	روپیہ	کیفیت
۱	مکتبۂ امامیہ	۷۴	۲۳۸۲۶	
۲	الیکٹریسٹی	۹۹	۷۵	
۳	بنک چارجز	۰۰	۲	
۴	متفرق	۴۸	۳۴۶	
۵	مشن لٹریچر	۱۵	۲۰۶۶	
۶	لائبریری امامیہ مشن	۷۹	۷۹	
۷	سٹیشنری	۲۹	۲۰۳	
۸	دورہ جات	۴۷	۲۹۹	
۹	ڈاک خرچ	۲۷	۲۰۵۹	
۱۰	تنخواہ ملازمین	۱۰	۲۹۹۱	
۱۱	شعبۂ شادی	۰۰	۱۳۰	
۱۲	پیامِ عمل	۵۷	۶۰۳۸	
۱۳	کمشن	۶۸	۶	
۱۴	فرنیچر	۶۸	۳۰۷	
۱۵	سائیکل	۹۴	۵	
۱۶	پریمیم	۵۰	۳۱۷	
۱۷	مفرو ضانِ مشن	۷۳	۲۵۶۶	
۱۸	حبیب بنک لاہور	۰۲	۳۸۰۸	
	میزان	۴۰	۴۴۲۳۱	

نیا فیصلہ اور آپکی ذمہ داریاں

۱- امامیہ مشن نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ جس ماہ سے بھی کوئی ممبر بنے اسی ماہ سے اسے ممبر تصور کیا جایا کرے لہٰذا آپ جب چاہیں ممبر بن سکتے ہیں۔

۲- آئندہ مربی حضرات، سرپرست حضرات کے ذمہ بقایاجات کے ادا ہونے پر انکے پاسپورٹ سائز فوٹو شائع ہوا کرینگے۔

۳- ایکصد روپیہ ادا فرما کر مربی بننے والے حضرات کو آئندہ شائع ہونے والا مشن لٹریچر بلا طلب و بلا قیمت تا زیست ارسال ہوتا رہیگا۔ اگر سابقہ مشن لٹریچر خریدنا چاہیں تو نصف قیمت پر مہیا کیا جائیگا۔

۴- پانچصد روپیہ ادا فرما کر سرپرست بننے والے حضرات کو آئندہ شائع ہونے والا مشن لٹریچر و کتب مکتبۂ امامیہ بلا طلب و بلا قیمت تا زیست ارسال ہوتی رہیں گی۔ اگر سابقہ مشن لٹریچر اور کتب مکتبۂ امامیہ خریدنا چاہیں تو نصف قیمت پر مہیا کی جائیں گی۔

۵- ممبران کو مطبوعات امامیہ مشن / مکتبۂ امامیہ ۲۰ فیصدی رعایت دی جاتی ہے مگر دیگر مکتبوں کی کتب پر رعایت نہیں دی جاتی۔

۶- تاجران کتب کو اپنی کتب پر ۲۵ فیصدی اور دیگر مکتبوں کی کتب پر ۱۲½ فیصدی رعایت دی جاتی ہے۔

۷- تاجران کتب آرڈر دیتے وقت نصف رقم پیشگی ارسال فرمایا کریں۔

۸- آرڈر کتب دینے کے بعد وی۔پی وصول نہ کرنا آپ کا قومی نقصان ہے لہٰذا اس سے اجتناب کریں۔

۹- مشن کی رکنیت قبول کرنے کے بعد تا زیست مشن سے وابستہ رہنے کا دل سے عہد کرلیں۔

۱۰- مشن کی رکنیت قبول کرنے کے لیے دوسروں کو دعوت دیں تاکہ ہر فرد ملت سرکار محمدؐ و آل محمدؐ کے علوم سے استفادہ کرسکے۔

۱۱- مربی اور سرپرست حضرات یا تو از خود ہر ماہ قسط بھیج دیا کریں یا وی۔پی وصول فرمالیا کریں تاکہ مشن کا نقصان نہ ہو۔

۱۲- خط و کتابت کرتے وقت ممبری نمبر لکھنا تبدیلی پتہ کی صورت میں سابقہ اور موجودہ پتہ لکھنا ہرگز نہ بھولیے (پتہ خوشخط تحریر کریں)

۱۳- چندہ بھیجتے وقت منی آرڈر کوپن پر مکمل پتہ اور ممبری نمبر ضرور لکھا کریں۔ اور منی آرڈر فارم مکمل پر کیا کریں۔

۱۴- بعض حضرات منی آرڈر پر اپنا پتہ ہی نہیں لکھتے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہمیں تلاش کرنا مشکل ہوجاتا ہے۔

(ناظم دفتر)

مذہبِ شیعہ کی شہرۂ آفاق کتب

القرآن المبین وتفسیر المتقین۔ قرآن مجید کا مکمل ترجمہ وتفسیر۔ مجلد سنہری۔ بارہ روپے

تحفۃ العوام مقبول مستند۔ مطابق فتاویٰ السید محسن حکیم مدظلہ العالی نیا ایڈیشن خوبصورت سنہری جلد پانچ روپے ۷۵ پیسے

عمدۃ المطالب۔ مناقب آلِ ابی طالب کا اردو ترجمہ۔ جلد اول پندرہ روپے

مصباح المسائل۔ آقائے محسن حکیم مدظلہ العالی کی کتاب کا اردو ترجمہ۔ چار روپے

تاریخ اسلام۔ مولفہ علامہ محمد بشیر صاحب قبلہ انصاری۔ جلد اول تین روپے۔ جلد دوم تین روپے

ذکر العباس۔ سوانح حیات حضرت ابو الفضل العباس علیہ السلام۔ چھ روپے

ینابیع المودۃ۔ اردو ترجمہ معالم العترت۔ فضائلِ محمدؐ و آلِ محمدؐ کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر۔ قسم اول ۱۵ روپے۔ قسم دوم گیارہ روپے۔

حیات القلوب۔ جلد سوم علامہ مجلسی کی مشہور و معروف کتاب کا اردو ترجمہ۔ سات روپے ۲۵ پیسے

مختارِ آلِ محمدؐ۔ حضرت امیر مختار کے مکمل سوانح حیات خوبصورت جلد۔ پانچ روپے ۲۵ پیسے

لواعج الاحزان۔ حدیث خوانی کی مشہور و معروف کتاب۔ جلد اول چھ روپے ۲۵ پیسے جلد دوم پانچ روپے

چودہ ستارے۔ حضرات چہاردہ معصومین علیہم السلام کے پاکیزہ سوانح حیات خوبصورت جلد آٹھ روپے

جلاء العیون۔ جلد اول۔ علامہ مجلسی کی مشہور کتاب کا اردو ترجمہ۔ مجلد۔ پانچ روپے۔

شیعہ دینیات پہلی سے پانچویں تک مکمل سیٹ دو روپے نماز شیعہ مترجم۔ ۵۰ پیسے اسلام کی آواز۔ ۵۰ پیسے

تحفۃ الزائرین بالتصویر۔ نیا ایڈیشن بہت بڑے اضافہ کے ساتھ۔ دو روپے آئینۂ کربلا۔ ایک روپیہ ۵۰ پیسے

پاکٹ بک شیعہ۔ دو روپے تختِ و تاجِ خلافت۔ ایک روپیہ ۵۰ پیسے

سپارہ اول و دوم۔ ترجمہ و تفسیر مولانا محمد بشیر صاحب و مرزا یوسف حسین صاحب۔ ہدیہ ایک روپیہ

حضرات چہاردہ معصومین علیہم السلام کے سوانح حیات

سوانح رسولِ کریمؐ۔ دو روپے ۵۰ پیسے خاتونِ جنت۔ دو روپے ۵۰ پیسے امام مبین سوانح حضرت علیؑ مجلد ۴ روپے ۵۰ پیسے

سوانح امام حسنؑ۔ دو روپے سوانح امام حسینؑ مجلد ۴ روپے ۵۰ پیسے۔ سوانح امام علی ابن الحسین۔ دو روپیہ

سیرت جناب زینبؑ۔ دو روپے سیرت شہدائے کربلا۔ دو روپیہ۔ سلور جوبلی نمبر۔ دو روپیہ

ملنے کا پتہ:۔ **شیعہ جنرل بک ایجنسی محلہ شیعہ لاہور**

شیعی لٹریچر میں گراں بہا اضافہ تین نئی عظیم کتابیں

ابوطالب مومنِ قریش

تحریر :- علامہ عبداللہ الخنیزی ، حجازی

ترجمہ :- علامہ سید حیدر جوادی کراروی مجتہد العصر نجف اشرف

یہ اس عظیم الشان معرکۃ الآرا کتاب کا سلیس و بامحاورہ اردو ترجمہ ہے جس نے اپنی اشاعت پر مشرقِ وسطیٰ میں ایک تہلکہ مچا دیا تھا چنانچہ مصنف کو پھانسی کا حکم ملا لیکن تمام اسلامی ممالک سے تقریباً ایک لاکھ تار مصنف کی حمایت میں بھیجے گئے جن کی بنا پر پھانسی کا حکم منسوخ کیا گیا۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے والد ماجد، مربیِ رسولؐ اور محسنِ اسلام حضرت ابوطالب کی ردائے ایمان کو بعض کوتاہ بینوں نے اپنی اغراض کے پیش نظر کفر کے بدنما دھبوں سے داغدار کرنے کی سعیِ ناشکور کی ہے۔ اس کتاب میں ایمانِ ابوطالب کے اثبات کے ساتھ ساتھ تمام اعتراضات کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دی گئی ہیں۔ حضرت ابوطالب کے سلسلہ میں اتنی ضخیم، مدلل اور لاجواب کتاب اس سے پہلے آپؐ کی نظر سے نہیں گزری ہوگی۔ ضخامت پونے چارسو صفحات۔ کتابت وطباعت اعلیٰ۔ کاغذ قسم اول سفید کرنافلی۔ سائز ۱۸×۲۲/۸ سرورق تین دیدہ زیب رنگوں میں، جلد مضبوط، قیمت قسم اول پانچ روپے قیمت قسم دوم ساڑھے تین روپے صرف۔

مایوسی سے بچنے کے لیے جلد طلب فرمائیے۔

سرّ الشہادتین

تصنیف امام اہلسنت عبدالعزیز محدث دہلوی۔ ترجمہ مولانا سید کاظم رضا صاحب قبلہ صدر الافاضل لکھنوی۔ مقدمہ مولانا سید غلام عسکری صاحب قبلہ ممتاز الافاضل لکھنوی۔ سوادِ اعظم کے مشہور اور جلیل القدر عالم و محدث مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی مصنف تحفہ اثنا عشریہ سے کون واقف نہ ہوگا۔ سرّ الشہادتین آپ ہی کا ایک مشہور عربی رسالہ ہے۔ جس میں حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہم السلام کی شہادت کا راز نہایت لطیف پیرایے میں بیان کیا گیا ہے۔ اور اس سلسلے میں انھوں نے شہادت امام حسینؑ اور اس کے اثرات پر موثر انداز میں روشنی ڈالی ہے اس کتابچہ سے واضح ہوگا کہ اہلسنت اور ان کے علماء عزاداریِ سید الشہداء کے نہ صرف قائل ہی تھے بلکہ اپنے گھروں میں مجلسِ عزا بھی منعقد کیا کرتے تھے

کتابت و طباعت معیاری، کاغذ سفید کرنافلی۔ سائز ۲۰×۳۰/۱۶ سہ رنگا دیدہ زیب سرورق۔ قیمت سوا روپیہ۔

احیاء المیت فی فضائل اہل بیتؑ

مولف امام اہلسنت جلال الدین سیوطی۔ مقدمہ علامہ ڈاکٹر سید مجتبیٰ حسن صاحب کامونپوری

ترجمہ، فخر العلماء مولانا سید نجم الحسن صاحب کراروی

اس کتاب میں فاضل مولف نے فضائل اہلبیتؑ کے سلسلہ میں ساٹھ مستند احادیث جمع کی ہیں جن کو اصل عربی متن، خوبصورت سلیس و رواں ترجمہ اور بلند پایہ محققانہ مقدمہ کے ساتھ پیش کیا گیا ہے آج جبکہ فضائلِ اہل بیتؑ پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوششیں ہو رہی ہیں ہماری یہ پیشکش ان سب کوششوں پر پانی پھیرنے کیلئے کافی ہوگی۔ کتابت و طباعت اعلیٰ کاغذ سفید کرنافلی سائز ۱۸×۲۲/۸ سہ رنگا حسین و جمیل سرورق قیمت سوا روپیہ صرف

مکتبۂ تعمیر ادب نامی پریس بلڈنگ پیسہ اخبار، لاہور

مکتبۂ امامیہ (امامیہ مشن پاکستان) کی چند انمول کتب

دین و اسلام
مصنفہ آیۃ اللہ آقا شیخ محمد حسین آل کاشف الغطاء
مترجمہ علامہ حسین بخش صاحب پرنسپل "جامع المنتظر" لاہور

یہ کتاب بیش بہا معلومات کا خزانہ اور قابلِ قدر علمی افکار کا ذخیرہ ہے۔ اثباتِ باری تعالیٰ اور توحید و عدل کے موضوعات اس میں زیرِ بحث ہیں۔ یہ کتاب تمام طالبانِ دین کے لیے بلا تفریق مذہب و ملت مفید ہے اور اس کا مطالعہ طالبِ حق کے لیے ضروری ہے۔

بڑا سائز، سفید کرنافلی کاغذ، مجلد قیمت سوا تین روپے

دینِ حق
مصنفہ آغا عبد الحسین شرف الدین الموسوی العاملی طاب ثراہ

مترجمہ مولانا محمد باقر صاحب نقوی مولوی فاضل صدر الافاضل

یہ خطوط کا مجموعہ "دینِ حق" لبنان کے ایک عظیم المرتبت عالم کی شہرۂ آفاق تصنیف "المراجعات" کا ترجمہ ہے۔ آقا عبد الحسین صاحب قبلہ عراق و عرب کے شیعہ علماء میں جلیل القدر شخصیت کے بزرگ ہیں۔ آپ ایک علمی دورہ پر مصر تشریف لے گئے، وہاں کے مشہور عالمِ اہلسنت شیخ سلیم البشری شیخ الجامعہ الازہر سے شیعہ سنی اختلافات پر باتیں ہوئیں اور بعد میں عرصہ تک خط و کتابت کا سلسلہ جاری رہا۔ ہر دو مکتبِ فکر کے علماء نے جس متانت اور سنجیدگی سے ایک دوسرے کے جوابات پیش کیے ہیں وہ محققین کے لیے بیش بہا خزانہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اہلِ علم کے لیے بے نظیر تحفہ ہے۔ سفید کاغذ، بڑا سائز، مجلد قیمت ساڑھے چار روپے صرف

حمائل شریف مولانا فرمان علی
ایران میں طبع شدہ ولائتی کاغذ، بہترین طباعت اور مستحکم جلد ۔ ہدیہ آٹھ روپے۔

خلافت و امامت
مسئلہ خلافت و امامت پر اہلِ سنت اور شیعہ علماء کے خیالات کا مجموعہ ۷۰۰ صفحات پر مشتمل بہترین کتابت و عمدہ طباعت۔ قیمت مجلد دس روپے صرف

تاریخ حسن مجتبیٰ ؑ
حضرت امام حسن ؑ کی حیاتِ طیبہ، اقوالِ حکیمانہ، عبادات و خطبات مجلد ۴۸۳ صفحات ۔ بڑا سائز قیمت آٹھ روپے

اعجاز التنزیل
عیسائیت کا مکمل جواب ۔ قرآن اور حدیث سے مستند حوالے ۔ خوبصورت گرد پوش
قسم اول ۶/۳۰ روپے، قسم دوم ۴/۵۰ پیسے

الغفاری
مصنفہ سید نجم الحسن صاحب کراروی صحابی رسول اکرم حضرت ابوذر غفاری کی حیاتِ مقدس کا نادر مرقع ۴۶۰ صفحات قیمت مجلد ۵/۵۰ روپے

فتح مبین
ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب فاروقی کی نادر پیشکش محمد و آلِ محمد کی صحیح نسخ۔ خوبصورت رنگین ٹائٹل مضبوط جلد قیمت ۴ روپے

صحیفۂ کاملہ
حضرت امام زین العابدین ؑ کی ادعیہ کا ترجمہ مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر ضخامت ۵۴۳ صفحات جلد مضبوط سنہری ڈائیدار سائز ۳۰×۲۰ قیمت دس روپے صرف

مُتعہ اور اسلام سرکار سید العلماء کی تصنیف - اس میں نکاح متعہ کے معنی علماء شیعہ کی نظر میں فلسفۂ ازدواج، جواز و عدم جواز کا معیار قرآنی دلائل و حدیث سے ثبوت - ۲۰۲ صفحات گردپوش طباعت اعلیٰ قیمت تین روپے صرف

المرتضیٰ کلاں ۴۴۵ صفحات پر مشتمل سید علی جعفری ایم - اے کی گرانقدر تصنیف - باب اول میں حضرت علیؑ کی شخصیت خداوند عالم کی نظر میں، باب دوم میں حضرت امیرؑ کی شخصیت رسول عالمؐ کی نظر میں، باب سوم میں حضرت امیرؑ کی شخصیت خود اپنی زبانی اور باب چہارم میں حضرت امیرؑ کی شخصیت اصحاب و ازواج رسولؐ کی نظر میں، قیمت صرف ۳/۸۲ روپے۔

فکر انیس عاشقان امام مظلوم کے لیے یہ کتاب ایک حسین تحفہ ہے - میر انیس کے مراثی کا ایک حسین انتخاب جس میں امام حسینؑ کی مدینہ سے روانگی سے لے کر شہادت تک کے تمام واقعات شامل ہیں۔ ضخامت ۲۳۴ صفحات قیمت صرف تین روپے

الشہید ۳۲۶ صفحات پر مشتمل سید علی جعفری ایم - اے کی گراں قدر تصنیف - پہلے حصہ میں امام حسینؑ کی شخصیت خداوند عالم کی نظر میں، رسول اکرمؐ، آل رسولؐ، اصحاب و ازواج رسولؐ اور مخلوقات عالم کی نظر میں، دوسرے حصے میں قاتلان امام مظلوم کی حقیقت اور ان کا انجام پیش کیا گیا ہے، قیمت صرف ۳ روپے ۶۲ پیسے

اعتقادیہ شیخ صدوق جناب شیخ صدوق اعلی اللہ مقامہ کی تصنیف "اعتقادیہ" کا اردو ترجمہ از قلم مولانا الحاج شیخ محمد اعجاز حسن بدایونی صاحب۔ خوشنما گردپوش - ضخامت ۲۵۶ صفحات مجلد قیمت صرف دو روپے

رہنمایانِ اسلام چہاردہ معصومین علیہم السلام کے مختصر حالات زندگی، خوبصورت گردپوش، مضبوط جلد - ضخامت ۲۲۴ صفحات - مجلد قیمت صرف دو روپے۔

کربلا کی شیر دل خاتون تصنیف ڈاکٹر عائشہ بنت الشاطی مصری، حضرت زینب علیہا السلام بنت زہراؑ کی سوانح حیات، مجلد - عمدہ طباعت اور بہترین کتابت - تیسرا ایڈیشن حاضر خدمت ہے قیمت صرف تین روپے

مقصدِ حسینؑ مولانا سید علی صاحب جعفری کی یہ عظیم المرتبت تالیف "مقصدِ حسینؑ" کے موضوع پر ایک لاجواب پیش کش ہے جس میں ان تمام اعتراضات کے مدلل جواب لکھے گئے ہیں جو عباسی ایسے بدبخت انسانوں کی طرف سے امام مظلومؑ پر کیے جاتے ہیں۔ سائز ۲۰×۳۰/۱۶ ضخامت ۵۸ صفحات قیمت ۲/۵۰ روپے صرف

ہر قسم کی مذہبی کتب خریدنے کیلئے ہم سے رابطہ قائم کیجیے

مکتبہ امامیہ پاک نگر اکرم روڈ لاہور

شیخ محمد انور پرنٹر پبلشر نے تعلیمی پریس لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ "پیام عمل" لاہور پاک نگر اکرم روڈ لاہور سے شائع کیا۔

اِجازہ سہمِ امامؑ

سرکار آیت اللہ العظمیٰ آقائے محسن حکیم طباطبائی مدظلہ العالی مجتہدِ اعظم نجفِ اشرف (عراق)

امامیہ مشن پاکستان لاہور کی اعانت خمس سہمِ امامؑ سے بھی کی جا سکتی ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم وله الحمد

جناب مستطاب مروج الاسلام آقای سید ابرار حسین شیرازی
مدیر مجله پیام عمل امامیه مشن پاکستان لاهور

بعد السلام علیکم، جنابعالی مجازید که تا مبلغ یکصد هزار روپیه پاکستانی بابت سهم مبارک امام علیه السلام تدریجاً اخذ نمائید و رسید آن را از این جانب گرفته به صاحبان وجه برسانید و این مبلغ را در ترویج شرع مقدس و مذهب حقه شیعه و مبلغین و کتب تبلیغی بمصرف برسانید و از خداوند متعال توفیقات و تائیدات و پیشرفت مقاصد مشروعه امامیه مشن را خواستاریم چه ترویج دین در این عصر حاضر بسیار لازم و از اهم واجبات می‌باشد و انشاء الله تعالی حضرت ولی عصر ارواحنا فداه از نظر خود این مؤسسه را محروم نخواهند نمود والسلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

محسن الطباطبائی الحکیم

۱۳۸۱
۲۴·۱۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم وله الحمد

جناب مستطاب مروج الاسلام آقائے سید ابرار حسین شیرازی ۔ مدیر مجلہ پیام عمل امامیہ مشن پاکستان لاہور۔

سلام مسنون کے بعد ۔ آپ مبلغ ایک لاکھ روپے پاکستانی بابت سہم امام علیہ السلام بتدریج حاصل کرنے کے مجاز ہیں ۔ اور اس کی رسید ہم سے حاصل کر کے صاحبانِ رقوم تک پہنچا دیں ۔ اور اس رقم کو آپ شرعِ مقدس اور مذہبِ حقہ شیعہ کی ترویج مبلغین اور تبلیغی کتب پر صرف کریں ہم خداوندِ متعال سے امامیہ مشن پاکستان کے شرعی مقاصد کے انجام دینے کے لئے توفیقات و تائیداتِ الٰہیہ کے خواستگار ہیں ۔ کیونکہ دورِ حاضر میں دینِ حق کی ترویج بہت ضروری ہے بلکہ واجبات میں بہت زیادہ اہم و ضروری ہے ۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ حضرتِ ولی عصر ارواحنا الفداہ اپنی نظرِ عاطفت سے اس ادارے کی امداد فرمائیں گے ۔ والسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ؛

دستخط و مہر مبارک محسن الحکیم طباطبائی

۱۸ رجمادی الثانی ۱۳۸۱ھ

ترسیلِ زر کا پتہ

امامیہ مشن پاکستان لاہور

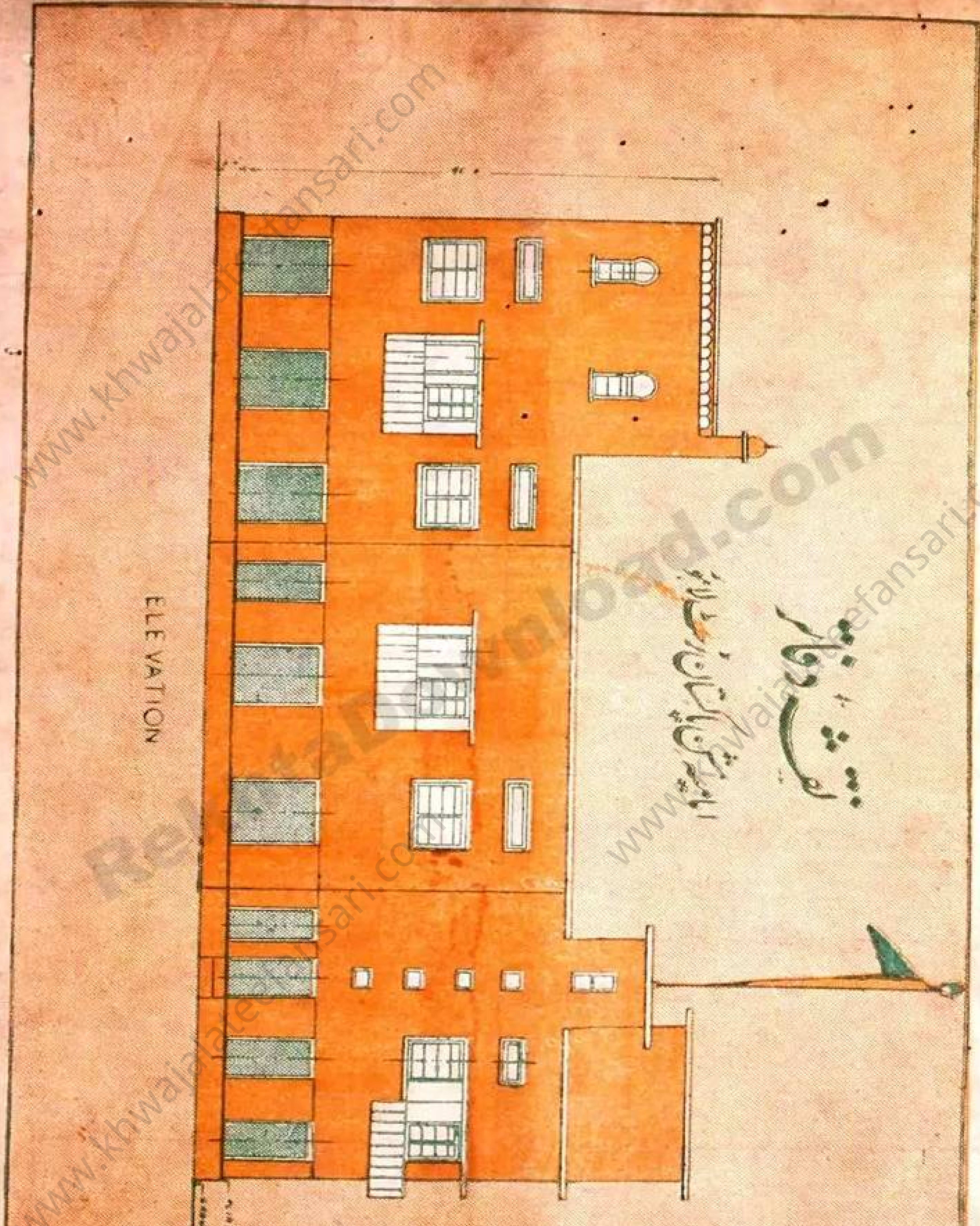
ELEVATION